دوماہی سَر بکف مجلہ ۹

نومبر، دسمبر ۲۰۱۶

سر بکف میں بھی ہوں، شمشیر بکف تو بھی ہے
تو نے کس دن پہ یہ تقریب اٹھا رکھی ہے
- انور مسعود -

جانور پسند

بہن زینب سے ملاقات

رزق کے لیے اسباب کا استعمال

ہم بھول بھی چکے

Sarbakaf.blogspot.com

TWO MONTHLY 'SAR BAKAF' MAGAZINE دوماہی 'سر بکف' مجلہ

جلد ۲ | نومبر، دسمبر ۲۰۱۶ | شمارہ ۶

مدیر: فقیر شکیب احمد عفی عنہٗ

مجلسِ مشاورت

اپنی تحریریں اس ای میل پر روانہ کریں:
SarbakafMagazine@gmail.com
فیس بک لنک:
http://Facebook.com/SarbakafMagazine
بلاگ لنک:
http://Sarbakaf.blogspot.com

فہرست

سر بکف میں بھی ہوں، شمشیر بکف تو بھی ہے

تو نے کس دن پہ یہ تقریب اٹھا رکھی ہے

-انور مسعود-

اداریہ	اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ ۚ﴿۱﴾
	پڑھو اپنے پروردگار کا نام لے کر جس نے سب کچھ پیدا کیا۔ (سورہ ۹۶ ،العلق:۱)

جانور پسند

✍ مدیر

عالمی حالات کے پیشِ نظر اتحادِ امت انتہائی ناگزیر ضرورت بن چکا ہے۔ ہمارے مسلکی اختلافات اور آپسی جھگڑوں کا ہماری موجودہ پستی میں بہت بڑا ہاتھ ہے۔ ہندوستان میں کامن سول کوڈ اور طلاق کے مسئلے پر عدالتی دخل اندازی سے ملک بھر میں مسلمان پریشان ہو گئے۔ اور درست تو یہ ہے کہ قوم کو پریشان ہونے کی بھی فرصت نہیں تھی۔ علماء ہی نے انہیں توجہ دلائی کی اللہ کے بندو تمہیں پریشان ہونا چاہیے، کہ بات پریشانی کی ہے۔

جمعیۃ علماء ہند کے تحت تمام مسلک کے علماء کے مشورے سے دستخطی مہم چلائی گئی اور بڑے پیمانے پر احتجاج ریکارڈ کروایا گیا۔ یہ حالات صرف ایک ملک کے نہیں، اکثر ممالک میں مسلمان ہی ستم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ اس کے لیے علماءِ کرام زور دے کر کہہ رہے ہیں کہ مسلکی اختلافات کو بھلا کر ایک ہونے کی بات کی جائے، کہ آئندہ آنے والے چند سال امتِ مسلمہ کے لیے انتہائی پریشان کن ہو سکتے ہیں۔ ذیل کی تحریر اسی نسبت سے لکھی گئی ہے، نیز اس شمارے میں ”ردفرقِ ضالہ“ کے تحت محض ”جاری“ سلسلوں کو ختم کیا گیا ہے، کوئی نئی تحریر نہیں لی گئی، یہی وجہ ہے کہ یہ شمارہ کچھ مختصر ہے۔ اگلے شمارے سے ان شاءاللہ یہ زمرہ ہٹا دیا جائے گا۔

(مدیر)

کتے اور بلی، یہ دونوں جانور ہیں۔ میں نے ان جانوروں کو اعلیٰ قسم کی لگزری گاڑیوں میں دیکھا ہے۔ کتے کی رال ٹپک رہی ہوتی ہے اور لگزری کار کی سیٹ تباہ کر رہی ہوتی ہے۔ لیکن ان ”جانور پسندوں“ کے ماتھے پر شکن تک نہیں آتی۔ ان کی نجاست پر وہ کہتے ہیں۔

”اوہ! کتنا شرارتی ہے نا!“

ان جانوروں کو غسل دینے کے لیے قیمتی صابن اور شیمپو استعمال کیے جاتے ہیں۔ انہیں بیش قیمت پرفیومز لگائے جاتے ہیں۔ گلے میں عمدہ اور مہنگا ”پٹہ“ ڈالا جاتا ہے اور اس میں ایک نفیس اور گراں قیمت زنجیر ڈالی جاتی ہے جس کی قیمت سے ایک غریب خاندان کا ایک دن کا راشن آسکتا ہے۔

یہ کتوں اور بلیوں کو چمکارنے والی قومیں، جانوروں کے قتل کو گناہ سمجھتی ہیں اور انہیں مارنے والوں کو وحشی گردانا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ شیر اور چیتے جیسے درندے بھی ان کے نزدیک قابلِ رحم ہیں۔ چنانچہ انہیں مارنا بھی ان کے نزدیک قانوناً جرم ہے۔

لیکن یہی قومیں خود وحشی بن کر حلب کا ستیاناس کر کے رکھ دیتی ہیں۔ یہی ''رحم دل'' افراد لاکھوں کو گھر سے بے گھر کر دیتے ہیں۔ بستیاں اجاڑ دیتے ہیں۔ عبادت گاہوں کو کھنڈر بنا دیتے ہیں۔ عمارتوں کو ملبے کا ڈھیر میں تبدیل کر دیتے ہیں۔

اور جب گلیوں میں خون بہتا ہے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہونے لگتی ہیں۔ زخمیوں کی چیخیں اور سسکیاں سن کر یہ قہقہے لگاتے ہیں۔ تباہی اور بربادی کا کھیل کھیل کر یہ جشن مناتے ہیں۔

اور پھر۔۔۔

لمبی لمبی لگزری گاڑیوں میں بیٹھتے ہیں۔۔۔ بازو کی سیٹ پر کتے کو بٹھا کر چمکارتے اور اس کا بوسہ لیتے ہوئے کہتے ہیں۔

''ٹام! تمہیں کوئی تکلیف تو نہیں ؟''

یہ کون سی قومیں ہیں جنہیں مسلمانوں کا خون جانوروں سے بھی ارزاں نظر آتا ہے ؟ جو آپس میں کٹّر دشمن ہونے کے باوجود مسلمانوں کی تباہی کے لیے متحد ہو کر شانہ بشانہ دکھائی دیتے ہیں۔

ادھر یہ خون بہہ رہا ہوتا ہے، زخمی گر رہے ہوتے ہیں، لاشیں تڑپ رہی ہوتی ہیں، آہ و بکاء اور سسکیاں بلند ہو رہی ہوتی ہیں۔۔۔ اور دوسری طرف انہیں کے مسلمان بھائی ایک عجیب بحث لیے، ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچ کر ثواب کما رہے ہوتے ہیں۔۔۔

آمین تیز کہنا چاہیے یا آہستہ ؟

ہاتھ سینے پر باندھنے چاہئیں یا زیرِ ناف ؟

سورہ فاتحہ کے بغیر نماز ہوتی ہے یا نہیں ؟

تین طلاق تین ہے یا نہیں ؟

اقامت کھڑے ہو کر سننا چاہیے یا بیٹھ کر ؟

تو جاہل۔۔۔ تو بے وقوف۔۔۔ تیرا مناظر ڈرپوک۔۔۔ تیرا عالم ایسا۔۔۔ تیرا مفتی ویسا۔۔۔

صاحبو! مدت ہو گئی ان پر جھگڑتے جھگڑتے۔ جتنے مناظرے ہونے تھے ہو چکے، جتنی تقاریر ہونی تھیں ہو چکیں۔ کتنی ہی کتب لکھی جا چکیں۔ نتیجہ کیا نکلا؟ تمھارے تین طلاق کے جھگڑے سے ان روتے بلکتے بچوں کو ان کے ماں باپ تو واپس نہیں ملے۔ ان کی فکر کون کرے گا؟

یقین کیجیے کہ اختلافات ہر زمانے میں رہے ہیں۔ لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ ان فروعی اختلافات کو تاریخ میں کبھی اتنا موضوعِ بحث نہیں بنایا گیا جتنا دورِ حاضر میں بنایا گیا ہے۔ ایک فرق دونوں زمانوں میں بہت بڑا ہے۔ پہلے اختلافات کے ساتھ محبت قائم تھی، اب اختلافات کے ساتھ گالی گلوچ ہے، مار دھاڑ ہے، کینہ اور بغض ہے۔

ڈاکٹر ذاکر نائک پر آنے والی مصیبتوں پر کتنے ہی لوگوں کو ہم نے خود بغلیں بجاتے دیکھا۔ آپ نے بھی دیکھا ہوگا۔ یہ قوم عجیب ہے۔ بہت ہی عجیب۔ یہ اپنے بھائی پر آنے والی آفت پر خوشیاں مناتی ہے۔ صرف اس بناء پر کہ وہ ''دوسرے مسلک'' کا ہے۔

آج کا یہ نقشہ دیکھ کر مجھے ایک اور نقشہ یاد آتا ہے۔

احناف کے مدرسے میں کچھ شافعی علماء تشریف لانے والے تھے۔ آنے سے قبل ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا، کہ ہم احناف کے مدرسے میں جا رہے ہیں۔ وہ لوگ تو رفع یدین نہیں کرتے اور نہ ہی آمین اونچی آواز سے کہتے ہیں۔ ہمارے آمین کہنے اور رفع یدین کرنے سے ان کے خشوع میں خلل ہوگا۔ کیوں نہ ہم ان کے احترام میں احناف ہی کے طرز پر نماز ادا کریں، کہ محض افضل و غیر افضل ہی کا تو مسئلہ ہے۔

چنانچہ شافعی علماء نے طے کیا کہ وہ وہاں پہنچ کر احناف کے طرز پر نماز ادا کریں گے۔

ادھر مدرسے میں حنفی علماء نے طے کیا کہ یہ شافعی علماء آرہے ہیں، تو ان مہمانانِ رسول ﷺ کے احترام میں ہم رفع یدین اور آمین بالجہر کے ساتھ نماز ادا کریں گے تاکہ انہیں awkward نہ محسوس ہو۔ اساتذہ نے تمام طلباء کو سمجھا دیا کہ ہمیں نماز کس طرح پڑھنی ہے۔

چنانچہ نماز کا وقت ہوا اور ایک عجیب منظر دیکھنے میں آیا۔ امام کی فاتحہ ختم ہونے پر تمام مسجد احناف کی ''آمین'' سے گونج اٹھی، جبکہ شوافع خاموش کھڑے تھے۔

دہشت گردی مخالف کانفرنس، ۲۰۰۸ء میں دیوبند میں ہوئی تھی۔ اس میں تمام مسالک سے علماء جمع ہوئے تھے۔ وہاں کا پیغام بہت واضح تھا۔ بہت کچھ Between the lines☆ تھا، لیکن پیغام بالکل صاف تھا۔ ''کون کہتا ہے کہ آپ دیوبندی ہو تو بریلوی ہو جاؤ؟ اہلِ حدیث ہو تو جماعتِ اسلامی میں شامل ہو جاؤ۔ شوق سے اپنے مسلک پر جمے رہو۔ تحقیق کر کے پورے شرحِ صدر کے ساتھ اپنے مسلک پر قائم رہو کہ یہ حق ہے۔ لیکن خدارا! جب بات کفار و مشرکین کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کی آئے، اور ان کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی نوبت آئے، تب سارے کے سارے

☆ بین السطور، وہ بات جو الفاظ میں غیر مبہم طریقے سے explicitly نہ کہی جائے۔

بنیان مرصوص بن کر طاغوتی قوتوں کو چیلنج دو۔۔۔کہ ہمارے جھگڑے اپنی جگہ، لیکن اگر تم نے اسلام کی پیاری تعلیمات کا چہرہ مسخ کرنے کی کوشش کی تو ہم آپسی اختلافات کو دفن کر کے، پہلے تمہیں دفن کردیں گے۔''

مولانا انظر شاہ قاسمی کی گرفتاری کے بعد علماءِ اہلِ حدیث نے باقاعدہ مل کر ان کی گرفتاری کی مذمت کی تھی۔ اور یہ جملہ کہا تھا۔

''ہمارے مسلکی اختلافات ایک طرف۔ یہ اختلاف ہمارے گھر کی بات ہے۔''

دیکھو میرے پیارو! سالہاسال سے یہ جھگڑے چل رہے ہیں، ختم نہیں ہوئے۔ ان سے اپنی توجہ ہٹاؤ۔ پھر کبھی فرصت ملی تو جھگڑ لینا۔ لیکن ابھی حالات کا تقاضا ہے کہ۔۔۔

ایک ہو جاؤ تو بن سکتے ہو خورشیدِ مبیں

ورنہ ان بکھرے ہوئے تاروں سے کیا بات بنے

متحد ہو تو بدل ڈالو زمانے کا نظام

منتشر ہو تو مرو! شور مچاتے کیوں ہو

فقیر شکیبؔ احمد عفی عنہٗ

بروز جمعہ، ۹:۱۷ بجے رات

☆☆☆

قرآنِ مقدس	فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴿۴۵﴾
	لہٰذا قرآن کے ذریعے ہر اس شخص کو نصیحت کرتے رہو جو میری وعید سے ڈرتا ہو۔ (سورہ ۵۰، ق: ۴۵)

عیسیٰؑ کے ۱۲ اصحابہ کی روداد

✍ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونوا أَنصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ فَآمَنَت طَّائِفَةٌ مِّن بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَفَرَت طَّائِفَةٌ فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَى عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ ﴿۱۴﴾

مومنو! خدا کے مددگار بن جاؤ جیسے عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں سے کہا کہ (بھلا) کون ہیں جو خدا کی طرف (بلانے میں) میرے مددگار ہوں؟ حواریوں نے کہا کہ ہم خدا کے مددگار رہیں تو بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ تو ایمان لے آیا اور ایک گروہ کافر رہا۔ بالآخر ہم نے ایمان لانے والوں کو ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد دی اور وہ غالب ہوگئے۔

(ترجمہ جالندھری- سورہ ۶۱، الصف: ۱۴)

عیسیٰ علیہ السلام کے 12 صحابہ کی روداد:

اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ ہر آن اور ہر لحظہ جان مال عزت آبرو قول فعل نقل و حرکت سے دل اور زبان سے اللہ کی اور اس کے رسول کی تمام تر باتوں کی تعمیل میں رہیں، پھر مثال دیتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے تابعداروں کو دیکھو کہ حضرت عیسیٰ کی آواز پر فوراً لبیک پکار اٹھے اور ان کے اس کہنے پر کہ کوئی ہے جو اللہ کی باتوں میں میری امداد کرے انہوں نے بلا غور علی الفور کہہ دیا کہ ہم سب آپ کے ساتھی ہیں اور دین اللہ کی امداد میں آپ کے تابع ہیں، چنانچہ روح اللہ علیہ صوالت اللہ نے اسرائیلیوں اور یونانیوں میں انہیں مبلغ بنا کر شام کے شہروں میں بھیجا، حج کے دنوں میں سرور رسل صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرمایا کرتے تھے کہ کوئی ہے جو مجھے جگہ دے تاکہ میں اللہ کی رسالت کو پہنچا دوں قریش تو مجھے رب کا پیغام پہنچانے سے روک رہے ہیں، چنانچہ اہل مدینہ کے قبیلے اوس و خزرج کو اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت ابدی بخشی انہوں نے آپ سے بیعت کی آپ کی باتیں قبول کیں، اور مضبوط عہد و پیمان کئے کہ اگر

آپ ہمارے ہاں آ جائیں تو پھر کسی سرخ و سیاہ کی طاقت نہیں جو آپ کو دکھ پہنچائے ہم آپ کی طرف سے جانیں لڑا دیں گے اور آپ پر کوئی آنچ نہ آنے دیں گے، پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو لے کر ہجرت کر کے ان کے ہاں گئے تو فی الواقع انہوں نے اپنے کہے کو پورا کر دکھایا اور اپنی زبان کی پاسداری کی اسی لئے انصار کے معزز لقب سے ممتاز ہوئے اور یہ لقب گویا ان کا امتیازی نام بن گیا اللہ ان سے خوش ہو اور انہیں بھی راضی کرے آمین! جبکہ حواریوں کو لے کر آپ دین اللہ کی تبلیغ کے لئے کھڑے ہوئے تو بنی اسرائیل کے کچھ لوگ تو راہ راست پر آ گئے اور کچھ لوگ نہ آئے بلکہ آپ کو اور آپ کی والدہ ماجدہ طاہرہ کو بدترین برائی کی طرف منسوب کیا ان یہودیوں پر اللہ کی پھٹکار پڑی اور ہمیشہ کے لئے راندہ درگاہ بن گئے، پھر ماننے والوں میں سے بھی ایک جماعت ماننے میں ہی حد سے گذر گئی اور انہیں ان کے درجہ سے بہت بڑھا دیا ، پھر اس گروہ میں بھی کئی گروہ ہوگئے، بعض تو کہنے لگے کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں بعض نے کہا تین میں کے تیسرے ہیں یعنی باپ بیٹا اور روح القدس اور بعض نے تو آپ کو اللہ ہی مان لیا، ان سب کا ذکر سورہ نساء میں مفصل ملاحظہ ہو۔

سچے عیسائی:

سچے ایمان والوں کی جناب باری نے اپنے آخر الزماں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے تائید کی ان کے دشمن نصرانیوں پر انہیں غالب کر دیا، حضرت ابن عباس فرماتے ہیں جب اللہ کا ارادہ ہوا کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان پر چڑھا لے آپ نہا دھو کر اپنے اصحاب کے پاس آئے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے یہ بارہ صحابہ تھے جو ایک گھر میں بیٹھے ہوئے تھے آتے ہی فرمایا تم میں وہ بھی ہیں جو مجھ پر ایمان لا چکے ہیں لیکن پھر میرے ساتھ کفر کریں گے اور ایک دو دفعہ نہیں بلکہ بارہ بارہ مرتبہ، پھر فرمایا تم میں سے کون اس بات پر آمادہ ہے کہ اس پر میری مشابہت ڈالی جائے اور وہ میرے بدلے قتل کیا جائے اور جنت میں میرے درجے میں میرا ساتھی بنے، ایک نوجوان جو ان سب میں کم عمر تھا، اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے آپ کو پیش کیا، آپ نے فرمایا تم بیٹھ جاؤ، پھر وہی بات کہی اب کی مرتبہ بھی کم عمر نوجوان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے، حضرت عیسیٰ نے اب کی مرتبہ بھی انہیں بٹھا دیا، پھر تیسری مرتبہ یہی سوال کیا ، اب کی مرتبہ بھی یہی نوجوان کھڑے ہوئے آپ نے فرمایا بہت بہتر، اسی وقت ان کی شکل و صورت بالکل حضرت عیسیٰ جیسی ہو گئی اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس گھر کے ایک روزن سے آسمان کی طرف اٹھا

لئے گئے۔اب یہودیوں کی فوج آئی اور انہوں نے اس نوجوان کو حضرت عیسیٰ سمجھ کر گرفتار کر لیا اور قتل کر دیا اور سولی پر چڑھا دیا اور حضرت عیسیٰ کی پیشین گوئی کے مطابق ان باقی کے گیارہ لوگوں میں سے بعض نے بارہ بارہ مرتبہ کفر کیا، حالانکہ وہ اس سے پہلے ایماندار تھے ، پھر بنی اسرائیل کے ماننے والے گروہ کے تین فرقے ہوگئے، ایک فرقے نے تو کہا کہ خود اللہ ہمارے درمیان بصورت مسیح تھا، جب تک چاہا رہا پھر آسمان پر چڑھ گیا، انہیں یعقوبیہ کہا جاتا ہے، ایک فرقے نے کہا ہم میں اللہ کا بیٹا تھا جب تک اللہ نے چاہا اسے ہم میں رکھا اور جب چاہا اپنی طرف چڑھا لیا، انہیں سطوریہ کہا جاتا ہے، تیسری جماعت حق پر قائم رہی ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول حضرت عیسیٰ ہم میں تھے، جب تک اللہ کا ارادہ رہا آپ ہم میں موجود رہے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا، یہ جماعت مسلمانوں کی ہے۔پھر ان دونوں کافر جماعتوں کی طاقت بڑھ گئی اور انہوں نے ان مسلمانوں کو مار پیٹ کر قتل و غارت کرنا شروع کیا اور یہ دبے بھی ہوئے اور مغلوب ہی رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، پس بنی اسرائیل کی وہ مسلمان جماعت آپ پر بھی ایمان لائی اور ان کافر جماعتوں نے آپ سے بھی کفر کیا، ان ایمان والوں کی اللہ تعالیٰ نے مدد کی اور انہیں ان کے دشمنوں پر غالب کر دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غالب آ جانا اور دین اسلام کا تمام ادیان کو مغلوب کر دینا ہی ان کا غالب آنا اور اپنے دشمنوں پر فتح پانا ہے۔ملاحظہ ہو تفسیر ابن جریر اور سنن نسائی۔ پس یہ امت حق پر قائم رہ کر ہمیشہ تک غالب رہے گی یہاں تک کہ امر اللہ یعنی قیامت آ جائے اور یہاں تک کہ اس امت کے آخری لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہو کر مسیح دجال سے لڑائی کریں گے جیسے کہ صحیح احادیث میں موجود ہے۔

واللہ اعلم ۔☆

☆☆☆

☆ ماخوذ از تفسیر ابن کثیر، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ، سورہ ٦١، الصف: ۱۴، تاریخِ اشاعت غیر مذکور

حدیث شریف	مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ
	جس نے رسول کی اطاعت کی، حقیقت میں اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔ (سورہ ۴، النساء: ۸۰)

الاحادیث المنتخبہ

✍ پیش کش: مدیر

'سربکف' کے پہلے شمارے سے اس سلسلے کے تحت وہ احادیث لائی جارہی ہیں جو عموماً قارئین کو یاد ہوتی ہیں، نیز وہ احادیث بھی جو تبلیغی جماعت والے استعمال کرتے ہیں۔اس کے ذریعے احادیث کی ترویج درست طریقے پر ہوگی، اور من گھڑت قصے کہانیوں کو بطور حدیث پیش کرنے کی فاش غلطی کا سدباب ہوگا انشاءاللہ۔احادیث بمع حوالہ درج کی جاتی ہیں، تاکہ بوقتِ ضرورت کام آسکیں۔(مدیر)

شبِ معراج میں نماز فرض ہونا

حدثنا يحيى بن بكير، قال حدثنا الليث، عن يونس، عن ابن شهاب، عن أنس بن مالك، قال كان أبو ذر يحدث أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال " فرج عن سقف بيتي وأنا بمكة، فنزل جبريل ففرج صدري، ثم غسله بماء زمزم، ثم جاء بطست من ذهب ممتلئ حكمة وإيمانا، فأفرغه في صدري ثم أطبقه، ثم أخذ بيدي فعرج بي إلى السماء الدنيا، فلما جئت إلى السماء الدنيا قال جبريل لخازن السماء افتح. قال من هذا قال هذا جبريل. قال هل معك أحد قال نعم معي محمد صلى الله عليه وسلم. فقال أرسل إليه قال نعم. فلما فتح علونا السماء الدنيا، فإذا رجل قاعد على يمينه أسودة وعلى يساره أسودة، إذا نظر قبل يمينه ضحك، وإذا نظر قبل يساره بكى، فقال مرحبا بالنبي الصالح والابن الصالح. قلت لجبريل من هذا قال هذا آدم. وهذه الأسودة عن يمينه وشماله نسم بنيه، فأهل اليمين منهم أهل الجنة، والأسودة التي عن شماله أهل النار، فإذا نظر عن يمينه ضحك، وإذا نظر قبل شماله بكى، حتى عرج بي إلى السماء الثانية فقال لخازنها افتح. فقال له خازنها مثل ما قال الأول ففتح ". قال أنس فذكر أنه وجد في السموات آدم وإدريس وموسى وعيسى وإبراهيم . صلوات الله عليهم . ولم يثبت كيف منازلهم، غير أنه ذكر أنه وجد آدم في السماء الدنيا، وإبراهيم في السماء السادسة. قال أنس فلما مر جبريل بالنبي صلى الله عليه وسلم بإدريس قال مرحبا بالنبي الصالح والأخ الصالح. فقلت من هذا قال هذا إدريس. ثم مررت بموسى فقال مرحبا بالنبي الصالح والأخ الصالح. قلت من هذا قال

هذا موسى. ثم مررت بعيسى فقال مرحبا بالأخ الصالح والنبي الصالح. قلت من هذا قال هذا عيسى. ثم مررت بإبراهيم فقال مرحبا بالنبي الصالح والابن الصالح. قلت من هذا قال هذا إبراهيم صلى الله عليه وسلم ". قال ابن شهاب فأخبرني ابن حزم أن ابن عباس وأبا حبة الأنصاري كانا يقولان قال النبي صلى الله عليه وسلم " ثم عرج بي حتى ظهرت لمستوى أسمع فيه صريف الأقلام ". قال ابن حزم وأنس بن مالك قال النبي صلى الله عليه وسلم " ففرض الله على أمتي خمسين صلاة، فرجعت بذلك حتى مررت على موسى فقال ما فرض الله لك على أمتك قلت فرض خمسين صلاة. قال فارجع إلى ربك، فإن أمتك لا تطيق ذلك. فراجعت فوضع شطرها، فرجعت إلى موسى قلت وضع شطرها. فقال راجع ربك، فإن أمتك لا تطيق، فراجعت فوضع شطرها، فرجعت إليه فقال ارجع إلى ربك، فإن أمتك لا تطيق ذلك، فراجعته. فقال هي خمس وهي خمسون، لا يبدل القول لدى. فرجعت إلى موسى فقال راجع ربك. فقلت استحييت من ربي. ثم انطلق بي حتى انتهى بي إلى سدرة المنتهى، وغشيها ألوان لا أدري ما هي، ثم أدخلت الجنة، فإذا فيها حبايل اللؤلؤ، وإذا ترابها المسك ".

(صحیح بخاری: حدیث نمبر 349)

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انھوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے یونس کے واسطہ سے بیان کیا، انھوں نے ابن شہاب سے، انھوں نے انس بن مالک سے، انھوں نے فرمایا کہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت کھول دی گئی، اس وقت میں مکہ میں تھا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام اترے اور انھوں نے میرا سینہ چاک کیا۔ پھر اسے زمزم کے پانی سے دھویا۔ پھر ایک سونے کا طشت لائے جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا۔ اس کو میرے سینے میں رکھ دیا، پھر سینے کو جوڑ دیا، پھر میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے آسمان کی طرف لے کر چلے۔ جب میں پہلے آسمان پر پہنچا تو جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کے داروغہ سے کہا کھولو۔ اس نے پوچھا، آپ کون ہیں؟ جواب دیا کہ جبرائیل، پھر انھوں نے پوچھا کیا آپ کے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ جواب دیا، ہاں میرے ساتھ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ انھوں نے پوچھا کہ کیا ان کے بلانے کے لیے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ کہا، جی ہاں! پھر جب انھوں نے دروازہ کھولا تو ہم پہلے آسمان پر چڑھ گئے، وہاں ہم نے ایک شخص کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ان کے داہنی طرف کچھ لوگوں کے جھنڈ تھے اور کچھ جھنڈ بائیں طرف تھے۔ جب وہ اپنی داہنی طرف دیکھتے تو مسکرا دیتے اور جب بائیں طرف نظر کرتے تو روتے۔ انھوں نے مجھے دیکھ کر فرمایا، آؤ اچھے آئے ہو۔ صالح

نبی اور صالح بیٹے! میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا کہ یہ آدم علیہ السلام ہیں اور ان کے دائیں بائیں جو جھنڈ ہیں یہ ان کے بیٹوں کی روحیں ہیں۔ جو جھنڈ دائیں طرف ہیں وہ جنتی ہیں اور بائیں طرف کے جھنڈ دوزخی روحیں ہیں۔اس لیے جب وہ اپنے دائیں طرف دیکھتے ہیں تو خوشی سے مسکراتے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں تو (رنج سے) روتے ہیں۔ پھر جبرائیل مجھے لے کر دوسرے آسمان تک پہنچے اور اس کے داروغہ سے کہا کہ کھولو۔اس آسمان کے داروغہ نے بھی پہلے کی طرح پوچھا پھر کھول دیا۔ حضرت انس نے کہا کہ ابوذر نے ذکر کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان پر آدم، ادریس، موسیٰ، عیسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کو موجود پایا۔اور ابوذر رضی اللہ عنہ نے ہر ایک کا ٹھکانہ نہیں بیان کیا۔ البتہ اتنا بیان کیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آدم کو پہلے آسمان پر پایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چھٹے آسمان پر۔ انس نے بیان کیا کہ جب جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادریس علیہ السلام پر گزرے۔ تو انھوں نے فرمایا کہ آؤ اچھے آئے ہو صالح نبی اور صالح بھائی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جواب دیا کہ یہ ادریس علیہ السلام ہیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا تو انھوں نے فرمایا آؤ اچھے آئے ہو صالح نبی اور صالح بھائی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر میں عیسیٰ علیہ السلام تک پہنچا، انھوں نے کہا آؤ اچھے آئے ہو صالح نبی اور صالح بھائی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر میں ابراہیم علیہ السلام تک پہنچا۔انھوں نے فرمایا آؤ اچھے آئے ہو صالح نبی اور صالح بیٹے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ ابن شہاب نے کہا کہ مجھے ابوبکر بن حزم نے خبر دی کہ عبداللہ بن عباس اور ابوحبۃ الانصاری رضی اللہ عنہم کہا کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر مجھے جبرائیل علیہ السلام لے کر چڑھے، اب میں اس بلند مقام تک پہنچ گیا جہاں میں نے قلم کی آواز سنی (جو لکھنے والے فرشتوں کی قلموں کی آواز تھی) ابن حزم نے (اپنے شیخ سے) اور انس بن مالک نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پس اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس وقت کی نمازیں فرض کیں۔ میں یہ حکم لے کر واپس لوٹا۔ جب موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا تو انھوں نے پوچھا کہ آپ کی امت پر اللہ نے کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا کہ پچاس وقت کی نمازیں فرض کی ہیں۔ انھوں نے فرمایا آپ واپس اپنے رب کی بارگاہ میں جائیے۔ کیونکہ آپ کی امت اتنی نمازوں کو ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی ہے۔ میں واپس بارگاہ رب العزت میں گیا تو اللہ

نے اس میں سے ایک حصہ کم کر دیا، پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ ایک حصہ کم کر دیا گیا ہے، انھوں نے کہا کہ دوبارہ جائیے کیونکہ آپ کی امت میں اس کے برداشت کی بھی طاقت نہیں ہے۔پھر میں بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوا۔پھر ایک حصہ کم ہوا۔جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انھوں نے فرمایا کہ اپنے رب کی بارگاہ میں پھر جائیے، کیونکہ آپ کی امت اس کو بھی برداشت نہ کر سکے گی، پھر میں باربار آیا گیا پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ نمازیں (عمل میں) پانچ ہیں اور (ثواب میں) پچاس (کے برابر) ہیں۔میری بات بدلی نہیں جاتی۔اب میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انھوں نے پھر کہا کہ اپنے رب کے پاس جائیے۔لیکن میں نے کہا مجھے اب اپنے رب سے شرم آتی ہے۔پھر جبرائیل مجھے سدرۃالمنتہٰی تک لے گئے جسے کئی طرح کے رنگوں نے ڈھانک رکھا تھا۔جن کے متعلق مجھے معلوم نہیں ہوا کہ وہ کیا ہیں۔ اس کے بعد مجھے جنت میں لے جایا گیا، میں نے دیکھا کہ اس میں موتیوں کے ہار ہیں اور اس کی مٹی مشک کی ہے۔

ردِّ فرق باطلہ

اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ الۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ

اپنے رب کے راستے کی طرف لوگوں کو حکمت کے ساتھ اور خوش اسلوبی سے نصیحت کر کے دعوت دو ۔
(سورہ ۱۶، النحل: ۱۲۵)

ایک خوش قسمت بہن زینب سے ایک ملاقات

✍ زینب چوہان

غیر مسلم بھائیوں میں دعوت کے اسلوب کو بیان کرنے کے لیے ، اور دعوت الی اللہ پر اُبھارنے کے لیے یہ سلسلہ سربکف نے پیش کیا ہے، اس کے تحت غیر مسلم بھائیوں کے مشرف بہ اسلام ہونے کے واقعات لائے جاتے ہیں۔ شاید کہ اُن بیمار ذہنوں کا علاج ہوسکے جو غیر مسلموں کے لیے صرف جہاد ہی کو فیصل سمجھتے ہیں۔(مدیر)

اسماء امت اللہ : السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

زینب چوہان : وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

سوال : زینب آپا ! آپ کے آنے سے بہت خوشی ہوئی، آپ کی ذات اللہ تعالی کی ہدایت کی عجیب نشانی ہے، جب ابی سے آپ کی کہانی سنی تھی خیال ہو تا تھا کہ ابی کوئی افسانہ سنا رہے ہیں، بہت اشتیاق تھا ملاقات کا، اللہ تعالی نے ملاقات بھی کرا دی اور یہ موقع دیا کہ ابی نے ذمہ داری لگا دی کہ آپ کی کہانی آپ کی زبان سے سنوں اور قارئین ارمغان کی خدمت میں ہدیہ پیش کروں ؟

جواب : سچی بات یہ ہے اسماء ! کہ تمھارے بچپن کے قصے جو مولانا صاحب کے ہم جیسے جہنم کے راستہ پر پڑے لوگوں کے ایمان کا ذریعہ بنانے کا ذریعہ بنے، میں نے بھی دو مرتبہ حضرت کی تقریر میں سنے تھے، اس لئے مجھے بھی بڑی حسرت تھی کہ تم سے ملوں، اللہ نے میری بھی پرانی مراد پوری کر دی۔

سوال : چلئے اللہ کا فضل ہوا دونوں کا کام بن گیا، آپ کو ابی نے بتا ہی دیا ہے کہ ارمغان کے لئے آپ سے کچھ باتیں کرنی ہیں، اس لئے کچھ باتیں پوچھ لوں ؟

جواب : جی ! بس آج میں دلّی صرف اسی لئے آئی ہوں۔

سوال : آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیے ؟

جواب : میں راجستھان کے چورو ضلع کے ایک راجپوت خاندان میں ۲۰/ اپریل ۱۹۶۸ء کو پیدا ہوئی، ہمارے پتاجی ہائی اسکول میں پرنسپل تھے، ابتدائی تعلیم گاؤں کے ایک اسکول میں ہوئی، بعد میں چورو میں ایک ڈگری کالج سے میں نے بی اے کیا، ہنومان گڑھ کے ایک پڑھے لکھے خاندان میں ۶/ جون ۱۹۹۰ء کو ہماری شادی ہوئی، میرے شوہر مدھیہ پردیش میں رتلام میں نائب تحصیل دار تھے، وہ ہاکی کے بہت اچھے کھلاڑی رہے ہیں اور ان کو اسی بنیاد پر نوکری ملی تھی، دو سال میں اپنی سسرال ہنومان گڑھ میں رہی، بعد میں ہم رتلام ضلع کی ایک تحصیل میں جہاں میرے شوہر کی ملازمت تھی وہیں رہنے لگے، ٹرانسفر کی وجہ سے اجین اور بعد میں مندسور میں چھ سال رہے، اسد ور ان میرے یہاں دو بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئے، ۲۰۰۰ء میں میرے شوہر کا پرموشن ہوا اور وہ تحصیل دار بن کر بھوپال کی ایک تحصیل میں چلے گئے، گھر پریوار سب کچھ اچھا تھا، ہم دونوں میں بہت محبت تھی، اچانک نہ جانے کیا ہوا ہمارے گھر کو کسی کی نظر لگ گئی اور اگر میں یہ کہوں کہ ہدایت کی ہوا لگ گئی اسماء بہن ! میرا حال عجیب ہے، میری زندگی کا بگاڑ میرے سنورنے کا ذریعہ بن گیا۔

سوال : ہاں ہاں ! وہی میں تو سننا چاہتی ہوں، اللہ نے آپ کی اسلام کی طرف کیسے رہ نمائی کی، ذرا تفصیل سے سنائیے ؟

جواب : میرے شوہر کے دفتر میں ایک برہمن لڑکی کلرک تھی، بہت خوب صورت اور ایکٹیو(فعال)بلکہ اگر میں کہوں کہ اووَر ایکٹیو(Over active) تو یہ بات بھی سچ ہو گی، اس لڑکی کی ہر ادا میں، اس کی شکل میں، اس کی آواز میں، اس کے انداز میں غرض ہر چیز میں بلا کی کشش تھی، اسماء بہن، میرے شوہر کی خطا نہیں، بلکہ وہ لڑکی ویسی تھی کہ پتھر کی مورتی بھی اس کے سامنے پگھل جاتی، میرے شوہر اپنے کو بہت بچانے کی کوشش کرتے رہے اور سنبھلنے کی کوشش کرتے رہے، مگر اللہ نے مرد و عورت کے رشتہ میں جذبہ رکھا ہے وہ بچ نہ سکے اور اس لڑکی سے ان کو تعلق ہو گیا، اب ہر وقت بس اس کی محبت میں گھلتے رہتے تھے، اس کا مجھے سوفیصد یقین ہے کہ جب تک انھوں نے شادی نہیں کی ان میں جسمانی تعلقات نہیں ہوئے، مگر ظاہر ہے کہ ایک جسم میں دو دل تو ہوتے نہیں اس سے محبت کے ساتھ ان کا مجھ سے تعلق کم ہونا شروع ہو گیا، وہ شروع میں تو بہت کوشش کرتے رہے کہ مجھے کچھ پتہ نہ لگے مگر بات چھپ نہ سکی اور مجھے بھی پتہ لگ گیا اور دفتر میں بھی لوگوں کے علم میں آ گیا، مجھ سے بھلا کیسے برداشت ہو

سکتا تھا انتشار رہنے لگا، بات بگڑتی گئی اور انھوں نے پروگرام بنایا کہ مجھے چھوڑ کر اس سے شادی کر لیں، اس کے لئے انھوں نے مجھے ہنومان گڑھ چھوڑا، مئی ۲۰۰۰ء میں بچوں کی چھٹیاں تھیں، وہ دہلی گئے مجھے یہ بتایا کہ مجھے ٹریننگ میں جانا ہے، دہلی میں آشا شرما کو بلا لیا، آشا شرما نے ان کے ساتھ ایک کمرے میں رہنے سے منع کیا کہ پہلے ہم شادی کریں اس کے بعد ایک کمرے میں رہ سکتے ہیں، انھوں نے دو کمرے شروع میں ہوٹل میں لئے، اس کے بعد وکیلوں سے مشورہ کیا، ایک وکیل نے مشورہ دیا کہ قانونی گرفت سے بچنے کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ آپ دونوں مسلمان ہو کر شادی کر لیں، یہ رائے ان کو پسند آئی میرے شوہر نے آشا کو بھی اس کے لئے تیار کیا، شروع میں ایک ہفتہ تک تو وہ اسلام قبول کرنے سے منع کرتی رہی، مگر بعد میں بہت دباؤ دینے پر راضی ہو گئی، وہ دونوں جامع مسجد دہلی گئے وہاں کے امام بخاری صاحب نے ان کو مسلمان کرنے سے منع کر دیا، کئی مسجدوں میں میرے شوہر گئے مگر کوئی مسلمان کرنے اور کلمہ پڑھوانے کے لئے تیار نہ ہوا، کسی وکیل نے انھیں بتایا کہ پرانی دہلی میں سرکاری رجسٹرڈ قاضی ہوتے ہیں، وہ نکاح پڑھاتے ہیں، میرے شوہر نے ان کا پتہ معلوم کیا اور پرانی دہلی کے قاضی صاحب کے پاس گئے، انھوں نے کہا پہلے آپ دونوں مسلمان ہو کر مسلمان ہونے کا بیان حلفی سرکاری وکیل سے بنوا کر لاو، میرے شوہر نے کہا آپ ہمیں مسلمان بنا لو، انھوں نے مسلمان کرنے سے انکار کر دیا اور آپ کے والد حضرت مولانا کلیم صاحب کے پاس جانے کو کہا، وہ دونوں اگلے روز پھلت گئے تو معلوم ہوا کہ مولانا صاحب دہلی گئے ہوئے ہیں، ایک مولانا صاحب نے ان دونوں کو کلمہ پڑھوا دیا اور بتایا کہ مسلمان ہونے کے لئے مولانا صاحب کا ہونا ضروری نہیں ہے، آپ میرٹھ یا دہلی سے کسی سرکاری وکیل (نوٹری) سے اپنے کاغذات بنوا لیں، میرٹھ ایک گپتا جی کا پتہ بھی بتا دیا انھوں نے میرٹھ جا کر بیان حلفی بنوایا اس کے بعد قاضی صاحب نے اپنی فیس لے کر ان دونوں کا نکاح پڑھوا دیا اور نکاح کو عدالت سے رجسٹرڈ کرانے کو بھی کہا، آشا نے ہمارے شوہر سے کہا، ہم جب مسلمان ہو گئے ہیں تو پھر ہمیں اسلام کو پڑھنا بھی چاہئے، انھوں نے اردو بازار سے ہندی اور انگریزی میں اسلام پر کتابیں خریدیں اور ہندی قرآن مجید بھی لیا، ان کو کسی نے مولانا صاحب سے ملنے کا مشورہ دیا، اوکھلا میں ایک مسجد میں تلاش اور کوشش سے ان کی ملاقات بھی ہو گئی مولانا نے ان کو اپنی کتاب ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' دی اور سمجھایا کہ بلا شبہ اپنے خاندان، اپنے پھول سے بچوں اور ایسی نیک بیوی کو چھوڑنا خود کیسی عجیب چیز ہے، مگر اگر آپ سچے دل سے اسلام قبول کریں تو اس الجھی ہوئی زندگی میں اللہ کے قبضے

میں سب کچھ ہے، وہ اچھی زندگی عطا کریں گے، مولانا صاحب نے یہ بھی کہا کہ آپ کو اپنی پہلی بیوی اور بچوں بلکہ سب خاندان والوں پر دعوت کا کام کرنا چاہئے، کم از کم دعا تو ہدایت کی ابھی سے شروع کر دینی چاہئے، میرے شوہر بتاتے ہیں کہ انھوں نے قرآن کی آیت پڑھ کر یہ بات بتائی کہ جو بھی مرد ہو یا عورت اچھے کام کرے گا شرط یہ ہے کہ وہ مومن ہو تو اللہ تعالی اس کو اچھی اور پاکیزہ زندگی عطا فرمائیں گے۔

سوال : ہاں قرآن مجید کی آیت :مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُومِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيَاةً طِيِّبَةً اسکا ترجمہ یہ ہی ہے۔آگے بتائیے ؟

جواب : پہلے ذرا اس آیت کا ترجمہ کیجئے۔

سوال : جو بھی مرد ہو یا عورت نیک عمل کرے گا شرط یہ ہے کہ وہ مومن ہو ہم اس کو ضرور پاکیزہ زندگی عطا کرتے ہیں۔

جواب : ہاں یہی بالکل یہی آیت ہے، میرے شوہر کہتے ہیں، اس آیت نے میری زندگی کو روشن کیا ہے، پوری آیت ان کو یاد ہے، سچی بات یہ ہے فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيَاةً طِيِّبَةً کیسی سچی بات کہی ہے۔

سوال : ہاں تو آگے سنائیے کہ آپ کو ایمان کیسے ملا، یہ تو آشا کے اسلام کا ذکر آپ کر رہی ہیں ؟

جواب : ہاں بہن! اسی سے جڑا ہے میرا اسلام بھی، ہوا یہ کہ میرے شوہر کو تو شروع میں اسلام کو پڑھنے کا موقع نہ ملا، مگر آشا کو پڑھنے کا بہت شوق تھا، جیسے جیسے اسلام کو وہ پڑھتی گئی اسلام اس کے اندر اترتا گیا، بچوں کی چھٹیاں ختم ہو گئیں میرے شوہر کی بھی چھٹیاں ختم ہوئیں تو وہ بھوپال پہنچے، مگر مجھے ہنو مان گڑھ سے نہیں بلایا، مجھ سے رابطہ بھی بہت کم کیا، مجھے فکر ہوئی تو میں نے اپنے چھوٹے بھائی کو بھوپال بھیجا، اتفاق سے آشا رات کو گھر تھی، اس کا نیا اسلامی نام عائشہ تھا، میرے بھائی نے معلوم کیا کہ یہ لڑکی آپ کے گھر رات میں کون ہے، انھوں نے کہا دفتر میں کام کرتی ہے دفتری کام کے لئے بلایا ہے، میرا بھائی ان سے بہت لڑا، تیسرے روز مجھے اس نے فون کر کے بلایا، میں اپنے پتاجی کے ساتھ بھوپال پہنچی، کئی روز تک جھگڑا چلتا رہا، آخر میں انھوں نے وہ کاغذات قبول اسلام کے نکال کر میرے سامنے رکھ دیئے، میرے لئے اس سے افسوس اور صدمہ کی کیا بات تھی، میرے والد نے وکیلوں سے مشورہ کیا اور ایف آئی آر کرائی اور عدالت میں کئی روز گئے، پولیس آئی ان کو گرفتار کر کے لے گئی، کچھ روز کے بعد ضمانت تو ہو گئی مگر دفتر سے ان کو معطل کر دیا گیا، میرے گھر والے میری محبت میں میرے شوہر کے دشمن ہو گئے، جگہ جگہ سے ان پر مقدمے چلوائے، زندگی ان کے لئے مشکل سے مشکل ہو گئی،

آشا اس دوران اسلام کو پڑھتی رہی اور وہ بہت مذہبی مسلمان بن گئی، وہ بھی سسپنڈ ہو گئی، گھر رہ کر اس نے قرآن مجید پڑھ لیا اور کچھ مسلمان عورتوں سے رابطہ کیا، وہ اجتماع میں جانے لگی، پردہ کرنے لگی، برقع منگوا لیا، میرے اور میرے گھر والوں کی طرف سے جب حد درجہ کی مخالفتیں ہوئیں اور میرے سسرال والے بھی میرے ساتھ تھے، تو عائشہ اور میرے شوہر نے مشورہ سے طئے کیا کہ ہمیں دہلی جا کر مولانا کلیم صاحب سے مشورہ کرنا چاہئے، وہ دہلی پہنچے، مولانا صاحب سے عائشہ نے کہا حضرت الحمد للہ مجھے تو اسلام سمجھ میں آ گیا ہے، میرے دل میں تو یہ آتا ہے کہ اگر ساری زندگی مجھے جیل اور مشکلات میں گزارنی پڑے اور میرا ایمان سلامت رہ جائے تو مرنے کی بعد کی زندگی میں جنت بہت سستی ملے گی، اس لئے میرے دل میں آتا ہے کہ ان کی پہلی بیوی نے ایک زندگی ان کے ساتھ گزاری ہے اور بہت محبت اور خدمت کے ساتھ گزاری ہے، اس بے چاری کی کیا خطا ہے، یہ اگر اس کے ساتھ جا کر رہنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں، البتہ یہ دل چاہتا ہے کہ ان کا ایمان بچا رہے، یہ ان کے ساتھ جا کر رہیں اور ان کو مسلمان کرنے کی کوشش کریں، اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو ان سے نکاح کر لیں، مجھے چاہیں طلاق دے دیں یا رکھیں، اس کے لئے ضروری ہے کہ کچھ وقت جماعت میں لگا لیں تاکہ وہاں جا کر مرتد نہ ہوں، مولانا صاحب نے میری رائے سے اتفاق کیا، مجھے بہت شاباشی دی، پھر میرے شوہر کو اس پر راضی کیا اور کہا آپ عائشہ کی بات مان لیجئے، آپ چالیس روز جماعت میں لگا آئیں، آپ کی زندگی کے سارے مسائل مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ ضرور حل ہو جائیں گے، وہ تیار ہو گئے اور مولانا صاحب نے نظام الدین سے ان کو جماعت میں بھیج دیا، گجرات میں ان کا وقت لگا، حیدرآباد کی جماعت کے ساتھ وقت بہت اچھا لگا، ان کو بہت اچھے خواب دکھائی دیئے اور الحمد للہ اسلام ان کے اندر اتر گیا، جماعت سے واپس آئے تو وہ عائشہ کے یہاں گئے، عائشہ نے انھیں ہنومان گڑھ جا کر بات کرنے کو کہا، مگر ان کی ہمت نہ ہوئی، عائشہ خود ایک اچھی داعیہ بن گئی تھی، اس کے بچپن کی کئی سہیلیاں اس کی کوشش سے مسلمان ہو چکی تھیں، عائشہ نے مجھے فون کیا کہ آپ بھی مسعود صاحب (میرے شوہر کا اسلامی نام مسعود ہے) سے کب تک لڑائی اور مقدمہ بازی کرتی رہیں گی، آپ ایک بار دس منٹ کی میری بات سن لیجئے، بس ایک روز کے لئے بھوپال آ جائیے، میں ان سے الگ ہونے کو تیار ہوں میں نے اس کو شروع میں تو بہت گالیاں سنائیں، مگر اس اللہ کی بندی نے ہمت نہ ہاری، بار بار فون کرتی رہی اور جب میں کسی طرح تیار نہ ہوئی تو اس نے مجھ سے یہ کہا کہ اچھا پھر ہم اپنے اللہ سے کہہ کر بلوائیں گے، عائشہ

بتاتی تھی اس کے بعد اس نے دو رکعت صلوٰۃ الحاجت پڑھی اور اللہ کے سامنے فریاد کی: میرے اللہ! جب میں آپ پر ایمان لائی ہوں اور آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں تو آپ اس کے دل کو نرم کر دیجئے اور میرے مولیٰ اس کی ہدایت کا فیصلہ فرما کر اس کو یہاں بھیج دیجئے، اس کے بعد تہجد میں دعا کرتی رہی، اس اللہ والی کا اللہ کے ساتھ اسماء بہن بہت ناز کا تعلق ہو گیا تھا، اس کی دعائیں میرے گلے کا پھندہ بن گئیں، تین دن کے بعد میرے دل میں ایم پی جانے کا تقاضا پیدا ہوا، میں اپنے تینوں بچوں کو چھوڑ کر اپنے بھائی کے ساتھ وہاں پہنچی، میرے شوہر کی تو مجھ سے ملنے کی ہمت نہ ہوئی، عائشہ میرے پاس آئی اور مجھے اسلام قبول کرنے کو کہا اور مجھے سمجھایا کہ ان کے ساتھ یہیں رہنے کے لئے ایک ہی راستہ ہے کہ آپ بھی مسلمان ہو جاؤ اور مسلمان ہو کر آپ کا نکاح دوبارہ ان سے ہو گا اگر آپ ان کے ساتھ مسلمان ہو کر رہو تو میں الگ ہونے کو تیار ہوں، وہ روکر میرے پاؤں پکڑتی اور خوشامد کرتی رہی، مرنے کے بعد کے حالات اور جہنم کی بات کرتی رہی، اس کی بات میرے دل میں گھستی چلی گئی یہاں تک کہ میرے دل میں آیا کہ میں مسلمان ہو جاؤں، میں نے مسلمان ہونے کو کہہ دیا، وہ مجھ سے چمٹ کر خوب روئی اور میرے شوہر کو فون کر کے بلا لیا، ایک عورت کو فون کر کے ان کے شوہر حافظ صاحب کو بلایا، انھوں نے دو لوگوں کو مزید بلا کر مہر فاطمی پر میرا نکاح ان سے پڑھوا دیا، وہ اپنے کپڑے لے کر میرا گھر چھوڑ کر چلی گئی، چند روز فاطمہ آپا جن کے یہاں اجتماع ہوتا تھا، ان کے یہاں رہی اور پھر ایک چھوٹا مکان کرائے پرلے لیا، ایک ہفتہ تک وہ تھوڑے وقت کے لئے میرے یہاں آتی اور مجھے مبارک باد دیتی، میری بلائیں لیتی اور کہتی، زینب تم کتنی خوش قسمت ہو کہ اللہ نے تم پر کیسا رحم کیا کہ تمھیں ایمان دیا اب اس ایمان کی قدر جب ہو گی جب تم اس کو پڑھو گی، وہ ایک ایسی لڑکی تھی جو اب شاید جنت میں رہتی تھی، بس اس کا جسم دنیا میں تھا، مگر اس کا دل و دماغ اور سوچ سب جنت و آخرت میں رہتی تھی، وہ اس دنیا کو بالکل ایک دھوکہ کا گھر، ایک سفر جانتی تھی، اس کی باتوں میں ایسی سچائی اور محبت اور خلوص ہوتا کہ مجھے وہ دنیا میں اپنی سب سے بڑی خیر خواہ دکھائی دینے لگی، ایک ہفتہ کے بعد ایک روز مجھ سے کہا کہ اب میں اس گھر میں نہیں آؤں گی، اب آپ کچھ وقت کے لئے میرے کمرے پر آیا کریں میں ان کے کمرے جانے لگی، اپنے شوہر سے سارے مقدمے ہم نے واپس لے لئے، میں دفتر کے وقت میں کئی گھنٹے اس کے پاس گزارتی، اس نے مجھے قرآن مجید پڑھایا اور اردو شروع کرائی، ایک روز صبح گیارہ بجے میں (زینب)اس (عائشہ)کے پاس گئی، اس کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا، جمعہ کا دن تھا اس نے کہا،

ایک خوشی کی بات سناؤں، اب اللہ سے ملنے کے لئے اور جنت میں جانے کے لئے مجھے انتظار نہیں کرنا پڑے گا، رات میں نے خواب دیکھا، ہمارے حضور تشریف لائے تھے اور مجھ سے فرمایا:عائشہ یہ دنیا تو قید خانہ ہے، تم کب تک یہاں رہو گی؟ پیر کے دن ہم تمھیں جنت کے لئے لینے آئیں گے، یہ کہہ کر بہت ہنسی، بس تین روز اور ہیں زینب، بس پھر وہیں ملیں گے، بہت اطمینان سے وہاں مزے میں ساتھ رہیں گے، مجھے بہت عجیب سا لگا، اگلے روز میں وہاں گئی تو وہ کل کی طرح ہشاش بشاش تھی، مجھے پڑھایا اور مجھ سے کہا کہ اللہ نے ہمیں ایمان دیا ہے تو اب ہمیں دوسرے لوگوں کو ایمان کی دعوت دے کر دوزخ کی آگ سے بچانے کی کوشش کرنی چاہئے، اتوار کے روز میں وہاں پہنچی تو میں نے دیکھا وہ چادر اوڑھے ہوئے ہے، میں نے کہا عائشہ آپ کو کیا ہوا؟انھوں نے بتایا کہ مجھے صبح سے بخار آ رہا ہے، میں اس کو بہت زور دے کر ڈاکٹر کے یہاں لے گئی دوا دلوائی اور کہا:کہو تو میں رک جاؤں، یا پھر آپ ہمارے یہاں ہی چلیں اکیلے بخار میں رہنا ٹھیک نہیں، وہ بولی مومن اکیلا کہاں ہوتا ہے اور یہ شعر پڑھا۔

تم مرے پاس ہوتے ہو

جب دوسرا کوئی نہیں ہوتا

سوال : شعر یوں ہے۔

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا

جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا☆

جواب : ہاں ہاں ! جیسے بھی ہو، میں چلی آئی، میں نے خواب دیکھا کہ میں اس کے پاس گھر میں ہوں، اچانک ایک بہت حسین خوب صورت نورانی شکل کے حضرت تشریف لائے، حضرت مولانا کلیم صاحب بھی اسی گھر میں ہیں، مجھ سے کہا یہ ہمارے رسول ﷺ ہیں، عائشہ کو لینے کے لئے تشریف لائے ہیں، اس کے بعد وہ عائشہ کا ہاتھ پکڑ کر لے گئے، میری آنکھ کھلی تو مجھ پر خواب کی خوشی ہونے کے بجائے کہ پہلی مرتبہ پیارے نبی ﷺ کی زیارت ہوئی تھی عجیب صدمہ سا ہوا، رات کے تین بج رہے تھے میں

☆ یہ شعر مومن خان مومنؔ کا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ غالبؔ نے مومنؔ کے اس شعر کے بدلے اپنے پورے دیوان کی پیشکش کی تھی۔ (مدیر)

نے اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھی اور بہت روئی، صبح سویرے میں عائشہ کے گھر پہنچی، بخار اس کو بہت زیادہ تھا، میں نے پانی کی پٹیاں اس کے سر وغیرہ پر رکھیں اس سے اس کو راحت ہوئی، مجھ سے کہا زینب! تمھاری زندگی کو میں نے اجیرن کیا، مجھے معاف کرنا خدا کے لئے دل سے معاف کر دینا، مگر اس مشکل کے بعد یہ ایمان جو آپ کو ملا ہے پھر بھی بہت سستا سودا ہے، بس میری آپ سے ایک آخری التجا ہے کہ تینوں بچوں کو عالم اور داعی بنانا، یہ دین کا کام کریں گے تو تمھارے مرنے کے بعد تمھارے لئے ثواب کا کارخانہ لگا رہے گا، میں نے کچھ کھانے کے لئے کہا تو انھوں نے کہا کہ دودھ ذرا سا پیوں گی، میرے نبی نے فرمایا کہ دودھ اچھا رزق ہے، پینے اور کھانے دونوں کا کام کرتا ہے، میں نے دودھ دیا تو گرم تھا، بولی ذرا سا ٹھنڈا کر دو، زیادہ گرم کھانے کی حدیث میں ممانعت آئی ہے، دودھ ٹھنڈا کر کے دیا، دودھ پیا کمزوری بڑھتی گئی، سرمیں درد کی شکایت کی، میں نے گود میں سر رکھ کر دبانا شروع کیا، عصر کے بعد اچانک کہنے لگی، لو میرے نبی تو لینے آ گئے، زور زور سے درود پڑھنے لگی اٹھنے کی کوشش کی مگر ہلنے کی ہمت نہ ہوئی اچانک کلمہ شہادت پڑھا، دو ہچکیاں آئیں اور انتقال ہو گیا۔

سوال : پھر ان کے کفن دفن کا کیا انتظام ہوا؟

جواب : نہ جانے کس طرح فاطمہ آپا گئیں، بس انھوں نے سب لوگوں کو خبر کر دی، نہ جانے کیسی خوشبو اس کے جنازہ سے پھوٹ رہی تھی، گھر تو گھر محلہ خوش بو سے معطر ہو گیا، بڑی تعداد میں لوگوں نے جنازہ میں شرکت کی۔

سوال : آپ کے شوہر کا کیا ہوا؟کیا انھوں نے اسے طلاق دے دی تھی؟

جواب : اصل میں عائشہ میرے شوہر سے اصرار کرتی تھی کہ زینب کی خوشی کے لئے مجھے طلاق دے دو، مگر انھوں نے طلاق نہیں دی تھی، ان کے انتقال کا ان پر بہت اثر پڑا، ان کی زندگی بالکل خاموش ہو گئی۔

سوال : اور آپ کوکیسا لگا؟

جواب : یہ بالکل عجیب و غریب اتفاق ہے، سچی بات یہ ہے کہ ایک عورت کے لئے سوکن کا وجود سب سے بڑا کانٹا ہو تا ہے، مگر میرے اللہ جانتے ہیں یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ عائشہ کے انتقال کا مجھے غم زیادہ ہوا یا میرے شوہر کو، بس میں اتنا ضرور کہہ سکتی ہوں کہ اگر کوئی مجھ سے سوقسمیں دے کر یہ سوال کرے کہ دنیا میں پوری زندگی میں مجھے سب سے زیادہ محبوب کون ہے تو میں بغیر سوچے سمجھے یہ کہوں

گی میری سب سے محبوب اور خیر خواہ شخصیت اللہ اور اس کے رسول کے بعد عائشہ مرحومہ ہے، وہ زمین پر ایک زندہ ولی تھی، اسما بہن! سچی بات یہ ہے کہ میں اپنے شوہر پر اُن حالات میں جس قدر روتی تھی، اس سے سو گنا زیادہ مجھے عائشہ کے انتقال کے صدمہ نے رلایا۔

سوال : آپ نے اپنے بچوں کی تعلیم کیا کیا؟

جواب : میں نے بچوں کو اسکول سے اٹھا لیا، میرے دونوں بیٹوں کا نام حسن اور حسین ہے، ان دونوں کو ایک بڑے مدرسے میں داخل کیا، الحمد للہ حسن کے ۲۶/ پارے حفظ ہو گئے ہیں، حسین کے ۴/ پارے ہوئے ہیں اور فاطمہ بیٹی بھی الحمد للہ حفظ کر رہی ہے اس کے ۱۶/ پارے حفظ ہو گئے ہیں، میری خواہش ہے وہ داعی بنیں اور عالم دین بن کر حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کی طرح دعوت کا کام کریں۔

سوال : آپ کے شوہر کا کیا حال ہے ؟

جواب : ان کو عائشہ کے انتقال کا بڑا صدمہ ہے، ہمارے پاس رہنے لگے ہیں، بار بار کہتے ہیں اب دنیا سے دل بھر گیا ہے بس اللہ تعالی ایمان پر خاتمہ کرا دے، لیکن جب زیادہ پریشان ہوتے ہیں تو میں مولانا صاحب کے پاس ان کو بھیج دیتی ہوں وہ کچھ دعوت پر ابھارتے ہیں اب بھی ان کو لے کر آئی ہوں، الحمد للہ اس مرتبہ انھوں نے ہشاش بشاش رہنے کا وعدہ کیا ہے۔

سوال : آپ کے شوہر ابی سے ملنے آتے رہتے ہیں ؟

جواب : وہ ابی سے بیعت ہیں، عائشہ بھی ان سے بیعت تھی، اور میں اور میرے چھوٹے بچے بھی حضرت سے بیعت ہیں، میں نے جب بیعت کے لئے کہا تھا تو حضرت نے بہت منع کیا، انھوں نے کہا بیعت تو ضرور ہو نا چاہئے مگر کسی اللہ والے اور کامل شیخ سے بیعت ہونا چاہئے، جسم کی بیماری میں جب آدمی اچھے سے اچھے طبیب کو تلاش کرتا ہے تو روح کی بیماری میں تو اور بھی اچھے سے اچھے شیخ کامل کو تلاش کرنا چاہئے، حضرت نے فرمایا کہ جو خود آخری درجہ میں بیمار ہو وہ کیا کسی کا علاج کر سکتا ہے، میں تو اپنے شیخ کے حکم کی تعمیل میں توبہ کر لیتا ہوں کہ شاید سچے طالب کی برکت سے اللہ تعالی میرے گناہ معاف فرما دیں، میرے شوہر نے کہا حضرت ہمیں آپ کی برکت سے اللہ تعالی نے کفر و شرک کی بیماری سے نکال لیا آپ کے علاوہ ہمیں کون طبیب ملے گا، بہت اصرار کرنے پر حضرت نے ہم سب کو بیعت کر لیا۔

سوال : بہت بہت شکریہ زینب آپا، واقعی آپ کی زندگی ایک عجیب زندگی ہے۔

جواب : اسماء بہن ! میری زندگی میں اور بھی عجیب عجیب واقعات ہیں جن کو اگر میں بتا دوں تو ایک لمبی کتاب بن جائے گی مگر اس وقت ہماری گاڑی کا وقت قریب ہے، ابھی باہر سے بار بار تقاضہ آر ہا ہے، پھر کسی وقت آکر ساری کہانی سناؤں گی۔

سوال : ضرور زینب آپا، اب کی مرتبہ آپ چند روز کے لئے آئیے پھر ہم کچھ عورتوں کو اکٹھا کریں گے اس وقت آپ سنائیے گا

جواب : اسماء یہ نہیں ہو سکتا، بس تمہیں سنا سکتی ہوں، عورتوں کے سامنے میں کوئی مولوی نہیں ہوں، مجھے تو بہت رعب ہو جاتا ہے۔

سوال : اچھا ٹھیک ہے، اللہ حافظ ! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

جواب : وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ ☆

☆☆☆

اگلا شمارہ

''الحاد نمبر''

ردِّ الحاد پر اپنی تحاریر بھیجنے کے لیے سربکف کے فیس بک پیج پر رابطہ کریں۔

☆مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، مارچ ۲۰۰۹ء

ردِّ قادیانیت کورس

(قسط۔۷)

✍منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ہم پہ یہ بات کھل گئی ہے کہ گلی کا کتابھی ہم سے بہتر ہے اگر ہم تحفظِ ختمِ نبوت نہ کر سکیں۔

[نقش دوام از مولانا انظر شاہ کاشمیری مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان ص۱۹۱]

☆مرزا صاحب کا ہیضہ سے مرنا☆

حوالہ نمبر ا:

''والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سوگئے اور میں بھی سوگئی لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالبًا ایک یا دودفعہ رفع حاجت کیلئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پرہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے کیلئے بیٹھ گئی تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا تم اب سوجاؤ میں نے کہانہیں میں دباتی ہوں اتنے میں آپ کو ایک او ردست آیا مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جاسکتے تھے اس لیے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کردیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کرلیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی مگر ضعف بہت ہوگیا تھا اس کے بعد ایک او ردست آیا اور پھر آپ کو قے آئی جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا او ر حالت دگر گوں ہوگئی۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۱۱ حدیث ۱۲)

اس حوالہ سے مرزا قادیانی کا ہیضہ سے مرنا روز روشن کی طرح واضح ہے کیونکہ دست اور قے جب دونوں اکٹھے ہوجائیں اس کو ہیضہ کہتے ہیں نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی اپنے پاخانہ پر مرا تھا۔

مرزائی عذر:

مرزا صاحب ہیضہ کی مرض سے نہیں مرے اگر وہ ہیضہ سے مرتے تو ریل گاڑی میں انکی میت لے جانے کی اجازت ہرگز نہ ہوتی کیونکہ یہ قانونامنع ہے حالانکہ مرز اکی لاش کو ریل گاڑی پرلادکر قادیان لے جایا گیا

۔

جواب نمبر ا:

مرزا قادیانی بقول اپنے "انگریز کا خود کاشتہ پودا" تھااسلئے اس کی لاش کو ریل گاڑی پر لے جانا کچھ مشکل بات نہ تھی۔

جواب نمبر ۲:

اس جواب کے دو مقدمے ہیں

ا) ریل گاڑی مرزا قادیانی کے بقول دجال کا گدھا ہے

۲) مرزا نے ۱۹۰۸ ء میں مولانا ثناء اللہ امرتسری کے بالمقابل ایک اشتہار شائع کیا تھا جس میں کہا تھا کہ اگر میں مولانا ثناء اللہ کی زندگی میں مرجاؤں تو میں کذاب ودجال ٹھہروں گا اور عملاً یہی ہوا کہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا کا مولانا ثناء اللہ کی زندگی میں انتقال ہوگیا۔جس سے مرزا کا اپنے قول کیمطابق دجال ہونا ثابت ہوا ۔اب ہم کہتے ہیں کہ جب مرزا دجال اور ریل گاڑی دجال کا گدھا ہے (بقول مرزا کے) تو قدرت الٰہی نے دجال کیلئے اس کے گدھے پر سوار ہونے کا انتظام کردیا اور انگریزی پولیس اپنی نگرانی میں اس کی لاش لاہور سے قادیان لے گئی۔

حوالہ نمبر ۲:

مرزا قادیانی نے اپنے سسر میر ناصر نواب کو بلا کر کہا :

"میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہوگیاہے۔"

(حیات ناصر ص۱۴)

مرزا صاحب کے اس اعتراف کے بعد کہ مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے اب کسی تاویل یا انکار کی گنجائش نہیں ہے واضح ہوکہ مرزا صاحب نے طب کی کتب بھی پڑھی ہوئی تھیں لہذا ان کا یہ کہنا قابل اعتبار ہوگا۔

مرزائیوں کا ایک اور عذر:

مرزا قادیانی نے اس آخری فیصلہ کے ذریعے مولوی ثناء اللہ کو مباہلہ کی دعوت دی تھی کیونکہ مولوی ثناء اللہ بالمقابل مباہلہ کیلئے تیار نہ ہو ا اسلیئے مرزا صاحب کا اسکی زندگی میں مرنا جھوٹے ہونے کی دلیل نہیں۔

جواب :

یہ سراسر جھوٹ ہے مرزا کے اس آخری فیصلہ میں کوئی مباہلہ کا لفظ نہیں ہے نہ ہی اس میں یہ موجود ہے کہ مولوی ثناء اللہ بھی اس قسم کی دعا کریں یہ محض یکطرفہ دعا تھی جو مرزا قادیانی نے اللہ تعالیٰ کی بار گاہ میں مانگی جس کو خدا تعالیٰ نے قبول فرماکر فیصلہ کردیا اسی بات پر کہ مرزا صاحب کا یہ اشتہار محض یکطرفہ دعا ہے یامباہلہ ہے ؟ مولوی ثنا ء اللہ صاحب امرتسری اور میرقاسم علی قادیانی کا لدھیانہ میں ۱۹۱۲ء میں تحریری مناظرہ ہوا تھا جس میں سردا رنچن سنگھ وکیل کو سرپنچ مقرر کیاگیاتھا۔اور دونوں حضرات نے تین تین صد روپیہ اس کے پاس جمع کرادیا کہ جو اپنا دعویٰ ثابت کرے اسکو یہ چھ صد روپیہ دے۔بالآخر سردار بچن سنگھ نے فیصلہ مولوی ثناء اللہ کے حق میں کردیا او رچھ صدر وپیہ بھی انکے حوالے کردیا اس رقم سے مولوی صاحب نے اس مناظرہ کو '' فاتح قادیان '' کے نام سے شائع کیا جوکہ آج بھی سرگودہا سے دستیا ب ہے۔

﴿باب چہارم﴾

بحث ثانی حیات ووفات مسیح علیہ السلام

تنقیح موضوع:

مرزائی عموماً عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق وفات و حیات کے عنوان پر بحث کرتے ہیں حالانکہ یہ عنوان بالکل غلط ہے قادیانیوں نے بڑی مکاری و عیاری سے کام لیتے ہوئے اس غلط عنوان کوموضوع بحث بنا رکھا ہے موضوع بحث در حقیقت رفع اور نزول عیسےٰ علیہ السلام کے عنوان سے ہونا چاہیے جس کے لئے درج ذیل دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔

☆توجیہ :

یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ قرآن حکیم اہل کتاب کے تمام اختلافات کے لئے بطور حکم آیا ہے جیسا کہ قرآن کریم کا خود دعویٰ ہے :

وَمَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ

ترجمہ: اور ہم نے کتاب کو آپ پر صرف اسی لئے نازل کیا ہے تاکہ آپ ان کیلئے وہ چیز بیان کریں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں او ر اس قوم کیلئے جو ایمان لاتے ہیں ہدایت اور رحمت ہے۔

(پارہ۱۴ سورۃ النحل ع۸آیت۶۴)

چنانچہ مرزا قادیانی نے بھی مندرجہ بالا آیت سے یہی استدلال کیا ہے ہم نے اس کو اس لئے تجھ پر اتارا ہے تاکہ امو رمتنازعہ فیہ کا اس سے فیصلہ کردیں۔

(ازالہ اوہام ۶۵۵،روحانی خزائن ص۴۵۴ج۳)

اب ہم عیسائیوں کے عقائد کو دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق درج ذیل عقائد رکھتے ہیں۔

(۱) تثلیث

(۲) الوہیت مسیح

(۳) ابنیت

(۴) صلیب اور کفارہ

(۵) رفع جسمانی اور نزول جسمانی

اسی طرح یہود کے بھی عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق چند خیالات پائے جاتے ہیں رفع اور نزول کے علاوہ باقی تمام غلط عقائد کی قرآن مجید نے بڑے صریح الفاظ میں تردید کی ہے ملاحظہ ہو:

رد تثلیث

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ......الخ (سورۃ مائدہ ع۱۰ آیت۷۳)

'' البتہ تحقیق وہ لوگ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تین میں سے تیسرا ہے ''

رد الوہیت

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ (پارہ ۶ سورہ المائدہ ع۱۰ آیت ۷۲)

''البتہ تحقیق کہ وہ لوگ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ ہی عیسیٰ بن مریم ہیں ''

رد ابنیت

وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ (پارہ ۱۰ سورہ توبہ ع۵ آیت۳۰)

” اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔“

رد صلیب وکفارہ

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ (پارہ ۶ سورۃ النساء ع۲آیت ۱۵۷)

” اور نہیں قتل کیا انہوں نے اس کو اور نہ سولی دیا اس کو “

وَلاَ تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى (پارہ ۲۲ سورہ ۱۵ ع۳ آیت ۱۸)

”نہیں اٹھائے گا کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ“۔

اب رہا ان کا عقیدہ رفع و نزول، تو ہم پوچھتے ہیں کہ اس کا فیصلہ قرآن حکیم نے کہاں کیا ہے اگر یہ عقیدہ بھی دوسرے عقائد کی طرح غلط او رباطل تھا توقرآن مجید کو صریح الفاظ میں جیسے ” ما رفع،لم یرفع،لا ینزل “ وغیرہ سے تردید کرنی چاہیے تھی حالانکہ ہم بلا خوف تردید یہ دعویٰ کرسکتے ہیں کہ قرآن مجید میں کوئی ایسا اشارہ تک نہیں پایا جاتا اور نہ حدیث کے ذخیرہ میں کوئی ایک حدیث اس مضمون کی ملتی ہے بلکہ اس کے برعکس قرآن اور حدیث نے بڑے زور دار الفاظ میں ان کے اس عقیدہ کی تائید کی ہے اگر قرآن مجید اس عقیدہ کی تائید نہ بھی کرتا بلکہ صرف سکوت اختیار کرتا تو بھی ان کا یہ عقیدہ درست اور صحیح ماننا پڑتا۔مرزانے خود اس اصول کو تسلیم کیا ہے کہ نہایت ادب واحترام سے فرماتے ہیں کہ” اب ہم دیکھتے ہیں کہ واقعی صلیب کے متعلق قرآن شریف کیا کہتا ہے اگر یہ خاموش ہے تو پتہ چلا کہ یہود ونصاریٰ اپنے خیالا ت میں حق پر ہیں۔“

(ریویو آف ریلجنز اَپریل ۱۹۱۹ء ج۱۸ شمارہ نمبر ۶ ص۱۵۰،۱۴۹)

رفع ونزول کے متعلق عیسائیوں کا عقیدہ

حوالہ نمبر ا:

” یہ کہ وہ ان کے دیکھتے دیکھتے اوپر اٹھا لیا گیا اور بدلی نے اسے ان کی نظروں سے چھپا لیا اور ا سکے جاتے وقت جب وہ آسمان کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا تو دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے ان کے پاس آ کھڑے ہوئے او رکہنے لگے اے گلیلی مردو! تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو۔یسوع جو تمھارے پاس سے آسمان پر اٹھیا گیاہے اسی طرح پھر آئے گا جس طرح تم نے اسے آسمان کی طرف جاتے دیکھا ہے۔“

(رسولوں کے اعمال باب ا آیت ۱۱،۱۰،۹/ متی ص۲۸ آیت ۲۴تا ۳۰)

حوالہ نمبر ۲:

''پس توبہ کرو اور رجوع لاؤ تاکہ تمھارے گناہ مٹائے جائیں اور اس طرح خداوند کے حضور سے تازگی کے دن آئیں اور وہ اس مسیح کو جو تمھارے واسطے مقرر ہوا ہے یعنی یسوع کو بھیجے ضرور ہے کہ وہ آسمان میں اس وقت تک رہے جبتک کہ وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں جنکا ذکر خدانے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے جو دنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں چنانچہ موسیٰ نے کہا کہ خداوند خدا تمھارے بھائیوں میں سے تمھارے لئے مجھ سا ایک نبی پیدا کرے گا جوکچھ وہ تم سے کہے اسکی سننا۔اور یوں ہوگا کہ جوشخص اس نبی کی نہ سنے گا، وہ امت میں سے نیست و نابود کردیا جائے گا۔''

(رسولوں کے اعمال باب ۳ آیت ۲۰ تا ۲۴)

حوالہ نمبر ۳:

''غرض خداوند یسوع ان سے کلام کرنے کے بعد آسمان پر اٹھایا گیاا ور خدا کی داہنی طرف بیٹھ گیا۔''

(مرقس باب۱۴ آیت ۱۹/۲۰)

حوالہ نمبر ۴:

''جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا توایسا ہوا کہ ان سے جدا ہوگیا اور آسمان پر اٹھایا گیا۔''

(لوقا باب ۲۴ آیت ۵۱)

حوالہ نمبر ۵:

''یسوع نے اس سے کہا مجھے نہ چھو میں اب تک باپ کے پاس اوپرنہیں گیا لیکن میرے بھائیوں کے پاس جاکر ان سے کہہ کہ میں اپنے باپ او رتمھارے باپ اور اپنے خدا اور تمھارے خدا کے پاس اوپر جاتا ہوں۔''

(یوحنا باب ۲۰ آیت۱۷)

حوالہ نمبر۶:

" یسوع نے اس سے کہاکہ اگر تو خدا کا بیٹا مسیح ہے تو ہم سے کہہ دے۔یسوع نے اس سے کہا تو نے خود کہہ دیابلکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اس کے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کی دا اہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے۔"

(متی باب ۲۶ آیت ۶۴)

حوالہ نمبر ۷:

" او راس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا اور اس وقت زمین کی سب قومیں چھاتی پیٹیں گی اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گی۔"

(متی باب ۲۴آیت۳۰)

مرزا کا اعتراف:

(۱) " جناب نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں عیسائیوں کا یہی عقیدہ تھا کہ در حقیقت مسیح ابن مریم ہی دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔"

(ازالہ اوہام ص۶۱۹ روحانی خزائن ص۳۱۸ ج۳)

(۲) " وان عقیدۃ حیاتہ قد جاء ت فی المسلمین من الملۃ النصرانیۃ " ترجمہ:اور یہ کہ اس کی (عیسٰی علیہ السلام کی) حیات کا عقیدہ ملت نصرانیہ سے مسلمانوں میں آیا ہے۔

(الاستفتاء ضمیمہ حقیقت الوحی ص۳۹ روحانی خزائن ص۶۶۰ ج۲۲)

مرزائی عذرنمبر ا:

قرآن مجید نے جب عیسٰی علیہ السلام کی وفات کااعلان کردیا تو اس سے عیسائیوں کے رفع او رنزو ل کا عقیدہ خود بخو دباطل ہوگیا قرآن مجید میں تیس سے زائد آیات موت عیسٰی کے بارے میں موجود ہیں۔

(ازالہ اوہام روحانی خزائن ج۳ ص۴۳۸،۴۲۳)

الجواب :

تیس آیت نہیں اگر تیس پارے بھی عیسٰی علیہ السلام کی وفات ثابت کردیں تو اس سے عیسائیوں کے رفع اور نزول کے عقیدہ کی تردید نہیں ہوگی کیونکہ عیسائی موت کے توخود قائل ہیں لیکن موت کے تین دن بعد

زندہ اٹھائے جانے اور قیامت کے قریب بہ جسد عنصری نازل ہونے کے بھی قائل ہیں اگر یہ عقیدہ غلط ہے تو ضرورت اس کی تردید کی ہے موت سے اس عقیدہ کی تردید نہیں ہوگی۔

(عقیدہ موت کیلئے دیکھو لوقا باب ۲۳ آیت ۲۴)

مرزائی عذر نمبر ۲:

''اور یہ بیان بھی صحیح نہیں ہے کہ عیسائیوں کا متفق علیہ یہی عقیدہ ہے کہ حضرت مسیحؑ دنیا میں پھر آئیں گے کیونکہ بعض فرقے ان کے حضرت مسیح کے فوت ہوجانے کے قائل نہیں اور حواریوں کی دونوں انجیلوں نے یعنی متی اور یوحنا نے اس بیان کی ہرگز تصدیق نہیں کی کہ مسیح درحقیقت آسمان پر اٹھا یا گیا۔

(ازالہ اوہام ص۴۲۰ روحانی خزائن ج۳ص ۳۱۹)

جواب نمبر ا:

غلط بالکل غلط یہ مرزا کی یا تو صریح کذب بیانی ہے یاان کی جہالت کیونکہ ان دونوں کتابوں میں اس عقیدہ کا ذکرموجود ہے اس کے حوالے ما قبل گذر چکے ہیں۔

جواب نمبر ۲:

دروغ گو را حافظ نہ باشد کے مصداق مرز اقادیانی اپنی اسی کتاب ازالہ اوہام ص۲۴۸ روحانی خزائن ص۲۲۵ ج۳ پر تحریر کرچکا ہے کہ:

'' نصاریٰ کے تمام فرقے اور چاروں اناجیل اسی پر متفق ہیں کہ عیسٰی علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے۔''

اب مرزا خود تسلیم کر چکا ہے کہ تمام فرقے او رچاروں اناجیل اس عقیدہ پر متفق ہیں لہذا اعتراض ہی ختم ہوگیا اور ہمارا سوال علیٰ حالہ قائم رہاجس کامرزائیوں کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔

مرزائی عذر نمبر ۳:

ایلیا نبی کے متعلق یہودیوں کا عقیدہ موجودہ ہے کہ وہ زندہ آسمانوں پر اٹھایا گیا ہے او رپھر دوبار ہ نازل ہوگا جسطرح عیسائیوں کا عیسٰی علیہ السلام کے متعلق عقیدہ ہے توکیا یہ عقیدہ صحیح ہے یا غلط ؟؟ اگر غلط ہے تو قرآن و حدیث سے اس کی تردید دکھائیں اور اگر تردید نہ پائی جاتی اور قرآن وحدیث خاموشی اختیا رکریں تو تمھارے اصول کے مطابق ثابت ہواکہ یہودیوں کا ایلیا کے بارے میں یہ عقیدہ ٹھیک ہے جیساکہ تم ہمیں عیسٰی علیہ السلام کے بارے میں کہتے ہو۔

جواب نمبر ا:

یہ اصول صرف ہمارے نزدیک ہی مسلّم نہیں ہے بلکہ یہ اصول مرزا صاحب نے خود بھی اسے تسلیم کیا ہے جیسا کہ حوالہ گذر چکا ہے (ریویو آف ریلجنز)

لہذا مرزا صاحب کے اس تسلیم شدہ اصول کے مطابق اگر قرآن مجید نے ایلیا علیہ السلام کی آمد ثانی کی تردید نہیں کی تو ثابت ہوا کہ ان کا یہ عقیدہ درست ہے بقول شخصے:

ے

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

جواب نمبر ۲:

یہودیوں کے اس عقیدہ کی تردید کا مطالبہ قرآن وحدیث سے کرنا صریح حماقت او رجہالت ہے اس لئے کہ ایلیا کا تذکرہ ایجابی اور سلبی رنگ میں قرآن وحدیث میں مذکور نہیں لہذا اس کا محض بائبل میں ذکر ہونا کافی نہیں بخلاف عیسیٰ علیہ السلام کے کہ ان کا ذکر قرآن وحدیث میں بڑی صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ایلیا کا عیسیٰ علیہ السلام پر قیاس کرنا غلط ہے یہ قیاس ،قیاس مع الفارق ہے۔

اعتراض:

یہودی ایلیا کے بجسدہ آنے کے منتظر تھے حالانکہ ایلیا سے مراد ان کا مثیل یوحنا نبی تھا اسی طرح عیسیٰ سے مراد بھی ان کا مثیل مراد ہے نہ کہ بعینہ عیسیٰ بن مریم۔

جواب :

اس ساری کہانی کا دارومدار بھی بائبل پر ہے جو عقلاً او رنقلاً محرف ہے قرآن وحدیث سے اس کی کوئی نظیر ہوتو پیش کیجئے جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق قرآن وحدیث میں ہے۔

(جاری ہے...)

☆☆☆

ردِّ فرقِ ضالہ	فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ
	میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاءِ راشدین کی سُنت تم پر لازم ہے۔ (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۹۰ باب فی لزوم السنۃ)

بریلوی عقیدہ "علمِ غیب"

(دوسری اور آخری قسط)

✍ احتشام انجم حفظہ اللہ (پنجاب، پاکستان)☆

عقیدہ علم غیب کے متعلق مزید حوالہ جات

اب ہم ان کے عقیدہ سے ان کے کتابوں سے کچھ تناقضات پیش کریں گے۔

☆:احمد رضا صاحب لکھتے ہیں:

"وہ صفت جو غیر انسان کے لئے ہو سکتی ہے انسان کے لئے کمال نہیں۔اور جو غیر مسلم کے لئے ہو سکتی ہو مسلم کے لئے کمال نہیں"

(ملفوظات ص ۳۰۸، ۳۰۹)

جبکہ مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں:

"شیطان کو بھی آئندہ غیب کی باتوں کا علم دیا گیا ہے"

(نور العرفان)

ایک جگہ لکھتے ہیں:

"رب نے شیطان کو بھی علم غیب دیا کہ اس نے آئندہ کے متعلق جو خبر دی آج ویسا ہی دیکھا جا رہا ہے"

(نور العرفان)

اب ایک وصف غیر انسان کے لئے مان رہے ہیں تو خان صاحب کے اصول سے یہ نبی ﷺ کے لئے کمال ہی نہیں۔

☆ مصنف موصوف کی اس تحریر کی پہلی قسط پچھلے شمارے میں ان کے قلمی نام "شمشیرِ دیوبند" سے چھپی تھی۔ان کا اصل نام احتشام الدین ہے۔ قارئین نوٹ فرمالیں۔(مدیر)

☆مفتی احمد یار صاحب لکھتے ہیں :

''تیسرے یہ کہ غیب کی نسبت اپنی طرف کرنے کو ناپسند فرمایا''

(جاء الحق ص۱۲۲)

آگے لکھتے ہیں :

''شارحین نے کہا ہے کہ حضور ﷺ کا اسکو منع فرمانا اس لئے ہے کہ اس میں علم غیب کی نسبت حضور کی طرف ہے لہذا آپکو ناپسند آئی''

(ایضًا)

یعنی اس عقیدہ کی بنیاد پر انہوں نے حضور ﷺ کی ناپسند کو پسند بنایا ہے۔

جبکہ بریلوی مولوی حسن علی رضوی کی مصدقہ کتاب سگریٹ نوشی کے مضمرات کے صفحہ۵ پر ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ناپسندیدہ چیزوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔وہ رسول ﷺ کو ایذا دیتے ہیں۔جس پر ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

اور مفتی حنیف قریشی لکھتے ہیں؛

''اگر کوئی اہل ایمان دانستہ اذیت رسول کا ارتکاب کرتا ہے تو مسلمان نہیں رہتا کافر ہو جاتا ہے۔''

(غازی ممتاز حسین قادری ص ۲۰۱)

لیجئے حضور ﷺ کی ناپسند کو پسند بنا کر بریلوی کافر ہو گئے۔

☆مفتی فیض احمد اویسی لکھتے ہیں:

''نبی ﷺ کے لئے علم غیب کا لفظ نہیں استعمال کرنا چاہئے۔آج تک کسی عالم یا مفسر نے حضور ﷺ کے لئے علم غیب کا استعمال نہیں کیا۔اس لئے کہ عالم الغیب اللہ کے اسماء میں سے ہے۔لہذا یہ صفت مخلوق پر استعمال کرنے سے شرک فی الاسماء ہو گا اس لئے حضور وﷺ کے لئے علم غیب ثابت کرنا شرک ہے''

(غایۃ المامول فی علم الرسول ص۳۴۸)

لیجئے آج کے سارے بریلوی مشرک ہوئے۔یہ فتوی ہمارا نہیں ان کے اپنے مفتی کا ہے۔ابذاتی مان کر مشرک ہوں یا عطائی ان کی اپنی مرضی۔

......*

اب آتے ہیں کہ رضاخانیوں کے نزدیک نبی ﷺ کو عالم الغیب کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔آپکو یہ جان کر مزید حیرت ہوگی کہ اس مسئلہ پر بھی ان کا تضاد ہے۔

☆ہم اب وہ مولوی پیش کرتے ہیں جو نبی ﷺ کے لئے عالم الغیب کا لفظ استعمال کرتے ہیں

۱:مولوی نظام الدین ملتانی لکھتے ہیں:

''آپکی ذات و صفات کا اول سے عالم الغیب ہوناثابت ہوا یا نہیں''

(کشف المغیبات مصدقہ پیر جماعت علی شاہ ص ۲۳)

۲:مولوی عبد الحامد قادری بدایونی لکھتے ہیں:

''محدثین اورمتقدمین کے نزدیک حضور ﷺ عالم الغیب تھے''

(تصحیح العقائد ص۴۹)

۳:حافظ محمد حسن صاحب لکھتے ہیں :

''پھر بھی ہمارا دعوی ثابت ہوا کہ آپ عالم الغیب تھے''

(العقائد الصحیحہ فی تردید الوہابیہ ص۴۵)

۴:آئینہ اہل سنت کتاب میں بھی مولوی ابو کلیم صدیق فانی صاحب پیر مہر علی شاہ صاحب کے حوالے سے نبی ﷺ کو عالم الغیب تسلیم کرتے ہیں۔

یہ تو تھے وہ حضرات جو نبی ﷺ کو عالم الغیب مان رہے تھے۔

☆اب ہم تصویر کا دوسرا رخ بھی دکھاتے ہیں۔

۱:مفتی اختر رضا بریلوی صاحب لکھتے ہیں؛

''بے شک عالم الغیب کا استعمال غیر اللہ کے لئے روا نہیں۔''

(انوار رضا ص ۱۳۵)

☆یہاں اختر رضا صاحب نے نبی کو غیر اللہ کہا ہے جبکہ عمر اچھروی صاحب لکھتے ہیں کہ ان آیت قرانیہ میں اللہ تعالی نے اپنے اور اپنے رسولوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے والوں اور رسولوں کو غیراللہ کہنے والوں کے واسطے فتوی کفر ارشاد فرمایا۔

(مقیاس حنفیت ص۴۳)

اب یہ فتوی اختر رضاصاحب پر جا لگا۔

۲:ایک جگہ ازہری صاحب لکھتے ہیں:

''رہا آپ کا ہماری نسبت یہ کہنا کہ حضور ﷺ عالم اغیب ہیں بالکل افتراء ہے۔عالم غیب مثل رحمن و قیوم وقدوس وغیرہ اسماء خاصہ بزات باری میں سے ہے۔اس کا اطلاق غیر خدا کے لئے ہم اہل سنت کے نزدیک حرام و نا جائز ہے''

(انوار رضا ص ۱۳۴)

۳:مولوی شفیع اوکاڑوی لکھتے ہیں:

''ہم بھی تسلیم کرتے ہیں مخلوق کو عالم الغیب کہنا جائز نہیں''

(تعارف علماء دیوبند ص۵۹)

۴:مولوی احمد رضا صاحب لکھتے ہیں:

''لہذا مخلوق کو عالم الغیب کہنا مکرہ''

(الامن و العلی)

۵: مولوی جہانگیر صاحب لکھتے ہیں:

'' جبکہ عالم الغیب کا استعمال حضور ﷺ پر کسی اہل سنت و جماعت بریلوی کے اکابر عالم نے نہیں کیا۔''

(مناظرہ اہل سنت بریلوی ص۴۳۷)

اب یہ جملہ فتوی جات ان حضرات پر ضا لگے جو نبی ﷺ کو عالم الغیب کہ رہے تھے۔اور یہ بات بھی صاف ہوگئی کہ اس کا اس بات پر بھی شدید اختلاف ہے۔

......*

رضاخانی دلائل کے مختصر جوابات

☆بریلوی کہتے ہیں کہ قران میں ہے کہ

تِبۡيَانًا لِّكُلِّ شَيۡءٍ

اور

وَتَفۡصِيلَ كُلِّ شَيۡءٍ

اس سے ثابت ہے کہ قران میں ہر چیز کا روشن بیان ہے اور حضور ﷺ قران کو جانتے تھے لہذا ان کو بھی ماکان ومایکون کا علم ملنا اس آیت سے ثابت ہے۔

جواب نمبر ۱:اس آیت سے ان کا استدلال درست نہیں کہ یہ آیت قطعی الدلالۃ نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ لفظ کل ہمیشہ عموم کے لئے ہی نہیں خصوص کے لئے بھی آتا ہے۔

جواب نمبر ۲:اگر واقعی قران میں ہر ہر شی کا بیان تفصیلی ہے تو فقہا کو اجتہاد کی کیا ضرورت پیش آئی؟

جواب نمبر ۳:اسی قران کریم میں ہے لَّمۡ نَقۡصُصۡ عَلَيۡكَ☆ یعنی بعض انبیاء کے قصے ہم نے آپ کو نہیں بیان کئے۔

لفظ کل عموم کے لئے نص قطعی نہیں ہے بلکہ خصوص کے لئے بھی آتا ہے۔

ہم اس پر بھی چند دلائل عرض کرتے ہیں۔

۱:قران میں ہی 'علی کل جبل' بھی آیا ہے لیکن اس سے مراد چند پہاڑ ہیں نہ کہ کل۔

۲:ملکہ بلقیس کے بارے میں ارشاد ہوا کہ

وَأُوتِيَتۡ مِن كُلِّ شَيۡءٍ☆

☆ سورہ ۴، النساء:۱۶۴، سورہ غافر:۷۸ (مدیر)

☆ سورہ ۲۷، النمل:۲۳ (مدیر)

یعنی اور ہر ایک چیز اس کو عطا کی گئی تھی۔ جبکہ اس کو سب کچھ ملا ہو گا مگر نبوت اور ملک سلیمان تو ہرگز نہیں ملا۔ اور اسے داڑھی بھی یقیناً نہیں ملی تھی۔

تو یہاں بھی کل خصوص کے لئے آیا ہے نہ کہ عموم کے لئے۔

اور ملا جیون ؒفرماتے ہیں:

"و کلمۃ کل یحتمل الخصوص"

یعنی کلمہ کل خصوص کا احتمال رکھتا ہے۔

اور جب یہاں احتمال آگیا تو استدلال کیوں کر صحیح ہو گا؟؟

☆بریلوی کہتے ہیں وعلم آدم الاسمآء کلھا کہ جب آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام سکھا دیے تو نبی ﷺ کو ان سے بھی زیادہ علم غیب ہونا چاہئے کہ آپ ﷺ تو امام الانبیاء ہیں۔☆

جواب نمبر ۱: انہوں نے قیاس سے کام لیا ہے اور عقائد میں قیاس نہیں چلتا۔

جواب نمبر ۲: دلیل قطعی الدلالۃ نہیں ہے کیوں کہ ناموں کی بات ہے نہ کہ ہر ہر ذرے کا علم۔

جواب نمبر ۳: اگر آدم علیہ السلام کو ہر ہر چیز کا علم غیب حاصل ہو گیا تھا تو ابلیس نے آپ کو دھوکہ دے کر نکلوایا اور قسم کھا کر ان کو پھسلایا۔

جواب نمبر ۴: یہاں بھی لفظ کل ہے جو کہ احتمال رکھتا ہے۔

لہذا یہ آیت ان کی دلیل نہیں بن سکتی۔

☆بریلوی کہتے ہیں کہ فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول یعنی اللہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے تو اس آیت سے بھی نبی ﷺ کو علم غیب کلی ملنا ثابت ہے۔

☆ چیزوں کے نام پتہ ہونے سے ہر شے کے کلی علم کا کیا تعلق ہے؟ نیز عَلَّمَ کا لفظ بتا رہا ہے کہ وہ علم بھی حضرت آدم کی ذاتی شان نہیں تھی، بلکہ در حقیقت انہیں اللہ نے سکھایا تھا جس کی وجہ سے انہیں فرشتوں پر فضیلت حاصل ہوئی۔ بالکل یہی بات ہم اہلِ سنت والجماعت بھی کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کو تمام انسانوں پر بلاشبہ فضیلت حاصل ہے لیکن آپ ﷺ کا علم بھی اللہ کا عطا کردہ تھا۔ یعنی عالم الغیب ہونا صرف اللہ ہی کی صفت قرار پائی جو عین قرآن کے مطابق ہے۔ (مدیر)

☆جواب☆

جواب نمبر ۱:یہ آیت مکی ہے اگر اس سے علم غیب مکمل مل گیا تو پھر قران اس کے بعد بھی کیوں نازل ہوتا رہا۔

جواب نمبر ۲:اس سے پہلے والی آیت میں آپ کے لئے علم قیامت کی نفی موجود ہے۔جو کے آپ کے ما کان وما یکون کے عقیدے کا رد کر رہی ہے تو آپ کا مدعیٰ کیسے ثابت ہوا؟

جواب نمبر ۳: اس میں اظہار الغیب کے الفاظ ہیں کے اظہار الغیب ہمارا عقیدہ ہے آ کو علم غیب پر دلیل دینی ہے۔پھر ہم علم غیب اور اظہار الغیب میں فرق بھی پیچھے بتا آئے ہیں۔

اس میں بھی غیب کی بعض باتوں کا ذکر ہے نہ کے کل۔

☆بریلوی کہتے ہیں کہ وما ھو علی الغیب بضنین یعنی نبی ﷺ غیب بتانے میں بخیل نہیں۔تو اس سے پتا لگا کہ ان کے پاس علم غیب ہے تو ہی بتاتے ہیں۔

☆جواب☆

جواب نمبر ۱: یہ سورۃ مکی ہے (دیکھئے روح المعانی) اگر اس سے علم غیب مکمل مل گیا تو پھر قران اس کے بعد بھی کیوں نازل ہوتا رہا۔

جواب نمبر ۲:قطعی الدلالۃ نہیں ہے۔

جواب نمبر ۳:بعض مفسروں نے ھو سے مراد قران لیا ہے دیکھئے تفسیر عزیزی و حقانی۔تو یہ آیت قطعی الدلالۃ نہ رہی۔ابن کثیر کہتے ہیں اللہ نے نبی ﷺ پر قران اتارا آپ اس قران کے سنانے میں بخل نہیں کرتے۔

جواب نمبر ۴:بضنین اور بظنین دو قرائتیں ہیں دونوں متواتر ہیں(دیکھئے ابن کثیر)۔اس لئے یہ قطعی الدلالۃ نہ رہی۔

☆بریلوی کہتے ہیں کہ

وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء

یعنی اور اللہ کی شان یہ نہیں کی اے عام لوگو تم کو غیب پر مطلع کرے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں جس کو چاہے۔

نبی ﷺ کو علم غیب اس سے ثابت ہے۔

☆جواب☆

جواب نمبر ۱:یہ غزوۂ احد میں نازل ہوئی۔۳ ہجری میں پیش آیا۔اگر اس سے علم غیب مکمل مل گیا تو پھر قران اس کے بعد بھی کیوں نازل ہوتا رہا۔

جواب نمبر ۲:اس میں بھی اطلاع الغیب کا لفظ ہے جبکہ آپ کو علم غیب ثابت کرنا ہے اور ہم پیچھے بتا آئے ہیں کہ علم غیب اور اطلاع الغیب میں فرق ہے۔

جواب نمبر ۳:اس سے مراد بھی بعض غیب پر مطلع ہونا ہے جبکہ آپ کا عقیدہ کلی اس سے ثابت نہیں ہوتا۔(دیکھئے تفسیر مظہری ، معالم التنزیل و غیرہ)

☆بریلوی کہتے ہیں کہ وعلمك مالم تكن تعلم یعنی تم کو سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔اس آیت سے بھی نبی ﷺ کے لئے علم غیب کا اثبات ہوتا ہے۔اور تفسیر معالم التنزیل اور خازن وغیرہ میں اس آیت کی تفسیر میں علم غیب کے لفظ آئے ہیں۔لہذا آپ ﷺ کے لئے علم غیب ثابت ہوا۔

☆جواب☆

جواب نمبر ۱:اس میں لفظ ما ہے جو قطعی نہیں احتمال رکھتا ہے۔ان کو کلی علم غیب کے لئے قطعی ثبوت پیش کرنا تھا۔

جواب نمبر ۲:یہ آیت اوائل ۴ ہجری میں نازل ہوئی۔اگر اس سے علم غیب مکمل مل گیا تو پھر قران اس کے بعد بھی کیوں نازل ہوتا رہا۔

جواب نمبر ۲:قران میں ہی ہے وعلم الانسان مالم یعلم یعنی اللہ نے انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو وہ نہیں جانتا تھا۔لیجئے اب تمام انسانوں کو ہی علم غیب حاصل ہونا ماننا پڑے گا رضاخانی منطق سے۔

جواب نمبر ۳:بعضوں نے اس سے مراد علم غیب لیا ہے لیکن قیل کے ساتھ جو ضعف کی طرف اشارہ ہے۔

جواب نمبر ۴:پھر اگر بعض حضرات نے یہاں علم غیب مراد لیا بھی ہو تو وہ حضرات بریلوی اصول سے کافر ہیں۔کہ

خان صاحب بریلوی لکھتے ہیں:

''علم جب کہ مطلق بولا جائے۔خصوصاً جب کہ غیب کی طرف مضاف ہواس سے مراد علم ذاتی ہوتا ہے''

(ملفوظات حصہ سوم ص۲۵۵)

تو ان کے اعلی حضرت کی رو سے وہ مفسر جنہوں نے علم غیب مراد لیا ہے تو وہ ذاتی ہے۔اور جو کسی کے لئے ذاتی علم مانے اس کے متعلق خانصاحب کیا فرماتے ہیں:

''کوئی شخص کسی مخلوق کے لئے ذرہ بھی علم ذاتی مانے یقینا کافر ہے''

(ملفوظات ص ۲۵۶)

لیجیے اب وہ مفسر جن کو انہوں نے دلیل بنایا وہ تو ان کے نزدیک کافر ہو گئے۔اب یہ صورت ہے کہ یا تو ان کو کافر کہیں یا ان کی اس بات کی تاویل کریں۔تو اس کی تاویل دیوبندیوں پر لازم نہیں بریلوی حضرات کو بھی اس کی تاویل کرنا ہو گی۔تو ماننا پڑے گا کہ یہاں علم غیب لغوی طور پر مراد ہے ورنہ رضاخانی اگر یہ تاویل مراد نہ لیں تو ان مفسروں پر فتوی کفر ارشاد فرمائیں۔

اس پرایک حوالہ بریلوی مولوی کا پیش کرتے ہیں

مولوی پیر محمد چشتی صاحب لکھتے ہیں؛

''جہاں جہاں ذوات قدسیہ انبیاء و مرسلین اور ان کے متبعین کے لئے علم غیب کا ثبوت آیا ہے وہ علم غیب کے لغوی مفہوم پر محمول ہیں ''

(اصول تکفیر ص ۳۶۰)

لیجئے یہ بات بھی صاف ہوگئی کہ ان مفسروں نے جہاں علم غیب کا لفظ استعمال کیا وہ لغوی طور پر استعمال کیا۔جبکہ ان کو شرعی طور پر ثابت کرنا ہے جو ان کا ثابت کرنا ممکن نہیں۔

نوٹ:یہ اصول ہر جگہ استعمال کیا جائے گا۔

☆بریلوی کہتے ہیں کہ خلق الانسان۔علمہ البیان سے بھی نبی ﷺ کو ما کان ومایکون کا علم غیب حاصل ہے۔

☆جواب☆

جواب نمبر۱:یہ آیت مکی ہے۔اگر اس سے علم غیب مکمل مل گیا تو پھر قران اس کے بعد بھی کیوں نازل ہوتا رہا۔

جواب نمبر۲:کئی حضرات نے جنس انسان مراد لئے ہیں نہ کہ نبی ﷺ۔جیسے جلالین وغیرہ۔تو یہ قطعی الدلالۃ نہ ہوئی۔لہذا آپ کو مفید نہیں۔

جواب نمبر۳:اگر یہاں ما کان ومایکون یہ مراد ہو تو بھی اس سے جمیع علم لینا مراد نہیں اور یہ آپ کو مفید نہیں،آپ ﷺ نے ما کاناومایکون کی بے شمار خبریں دی ہیں۔

جواب نمبر۴:مولانا کرم الدین دبیر جن کو شرف قادری صاحب نے اپنی کتاب میں اپنا اکابر مانا ہے۔وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

''علم ما کان ومایکون خاصہ ذات باری تعالی ہے۔''

(آفتاب ہدایت ص۱۸۵)

لیجئے ان کے گھر سے بات صاف ہوگئی۔

ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت کا جائزہ

(چوتھی اور آخری قسط)

مولانا مفتی نجیب اللہ عمر حفظہ اللہ (کراچی، پاکستان)

(۲۱) "اٰخر النبیین" کو "آخر الانبیاء" سے بدل دیا

احمد رضا خان ایک روایت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"شب معراج رب العزۃ جل جلالہ نے حضور اقدس ﷺ سے ارشاد فرمایا :اغم علیک ان جعلتک آخر الانبیاءَ" ترجمہ احمد رضا: کیا تمہیں اس بات کا غم ہوا کہ میں نے تمھیں سب سے پچھلا نبی کیا عرض کی نہیں۔ارشاد فرمایا کہ تمھاری امت کو اس بات غم ہوا کہ میں نے انہیں سب سے پچھلی امت کیا۔عرض کی نہیں اے رب میرے۔ارشاد فرمایا: میں نے انہیں اس لئے سب سے پچھلی امت کیا کہ سب امتوں کو ان کے سامنے رُسوا کروں اور انھیں کسی کے سامنے رُسوا نہ کروں"۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ سوم صفحہ۲۸۶نوری کتب خانہ لاہور)

اصل حدیث کے الفاظ:

الخصائص الکُبریٰ ،باب کلامہ للہ عزوجل عند سدرۃ المنتھی جلد ۲ ص ۳۳۱

"ھل غمك ان جعلتك اٰخر النبيّين"

حدیث کے نقل میں غلطیاں:

(۱) اس حدیث میں احمد رضا خان "ھَلْ" کو "أ" سے تبدیل کردیا۔

(۲) اور "غمك" کو "غم عليك" سے بدل دیا

(۳) اور "آخر النبيين" کو "آخر الانبياء" سے تبدیل کر دیا۔

(۲۲) "ولا صورۃ" کو "او تصاویر" سے بدل دیا:

عرض :کُتّے کا رواں تو ناپاک نہیں۔

ارشاد: صحیح یہ ہے کہ کتے کا صرف لعاب نجس ہے لیکن بلا ضرورت پالنا نہ چاہیے کہ رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔

حدیث صحیح ہے کہ جبریل کل کسی وقت حاضری کا وعدہ کر کے چلے گئے دوسرے دن انتظار رہا مگر وعدہ میں دیر ہوئی اور جبریل حاضر نہ ہوئے سرکار باہر تشریف لائے ملاحظہ فرمایا کہ جبریلؑ در دولت پر حاضر ہیں۔فرمایا کیوں۔ عرض کیا "انالاندخل بیتاًفیہ کلب او تصاویر" رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جسمیں کتا ہو یا تصویر ہو اندر تشریف لائے سب طرف تلاش کیا کچھ نہ تھا۔پلنگ کے نیچے ایک کتے کا پلّا نکلا اسے نکالا تو حاضر ہوئے۔

(ملفوظات اعلٰی حضرت حصہ سوم صفحہ ۲۹۲نوری کتب خانہ لاہور)

حدیث کے اصل الفاظ:

"انالاندخل بیتافیہ کلب ولاصورۃ"

(سنن ابی داؤد ص ۲۱۹ ج ۲ کتاب اللباس ،باب فی الصور حدیث ۴۱۵۷)

غلطی کی نشاندہی:

احمد رضا نے اس حدیث میں "ولاصورۃ"واحد کو تصویر کی جمع "اَوْتصاویر" سے بدل دیا۔

(۲۳) "اِنْ یَكُ""کو "انْ یَکُنْ" کردیا:

عرض :بعض علی گڑھی کو سید صاحب کہتے ہیں۔

ارشاد:وہ تو ایک خبیث مرتد تھا۔حدیث میں ارشاد فرمایا:

"لاتقولوا للمنافق سیداً فانہ ان یکن سید کم فقداسخطتم ربکم"

ترجمہ احمد رضا :منافق کو سید نہ کہو کہ اگر وہ تمہارا سید ہواتو یقینا تم نے اپنے رب کو غضب دلایا"۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ سوم صفحہ ۲۹۳ نوری کتب خانہ لاہور)

اصل حدیث کے الفاظ:

''قال رسول اللہﷺ لاتقولوا للمنافق سیداً فانه ان يك سيد كم فقدا اسخطتم ربكم عزوجل''۔

(سنن ابی داوٗد ص ۳۳۸ جلد ۲ کتاب الادب باب لایقول المملوک ربّی و ربّتی حدیث ۴۹۷۷)

غلطی کی نشاندہی:

احمد رضا خان نے اس حدیث میں لفظ''اِنْ یَكُ''کو ''ان یکن'' سے تبدیل کر دیا۔

(۲۴) ''التابعة ''کو''متتابعة ''سے تبدیل کر دیا:

احمد رضا خان اپنے نسب کو دوسرے کی طرف منسوب کرنے کی وعید ان لفظوں میں سناتے ہیں :

تیسری حدیث میں فرمایا''فعليه لعنة الله متتابعة الیٰ يوم القيامة''

ترجمہ احمد رضا:اس پر اللہ کی پے در پے قیامت تک لعنت ہے''۔۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ سوم صفحہ ۲۹۵ نوری کتب خانہ لاہور)

اصل حدیث کے الفاظ:

حلانکہ اس حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:

''فعليه لعنة الله التابعة الیٰ يوم القيامة''(عن جریر عن ابن عباس)

(کنز العمال ،کتاب الدعوی ،باب دعویٰ النسب ولحاق الولد حدیث ۱۵۳۱۹ ج ۶ ص ۷۹)

غلطی کی نشاندہی:

اس جگہ احمد رضا خان نے لفظ "التابعة" کو "متتابعة" سے تبدیل کر دیا۔

(۲۵) لفظِ اللہ کو حذف کر دیا اور۔۔۔

حدیث میں ارشاد ہوا: کوئی شخص بغیر اللہ کی رحمت کے اپنے اعمال سے جنت میں نہیں جاسکتا صحابہ نے عرض کی "ولا انت یارسول اللہ" آپ بھی نہیں یا رسول اللہ۔ارشاد فرمایا "ولا انا الا ان یتغمدنی رحمته" اور میں جب تک میرا رب رحمت نہ فرمائے"۔

(ملفوظات اعلٰی حضرت حصہ سوم صفحہ ۲۹۶ نوری کتب خانہ لاہور)

حدیث کے اصل الفاظ:

اس حدیث کا یہ جملہ اصل حدیث میں اسطرح ہے:

"ولا انا الا ان یتغمدنی اللہ برحمةٍ"

(بخاری ص ۹۵۷ جلد ۲ کتاب الرقاق باب القصد والمداومة حدیث ۶۴۶۳)

غلطیوں کی نشاندہی:

اس حدیث میں احمد رضا نے لفظ "اللہ" کو حذف کردیا اور "برحمة" کو "رحمته" سے تبدیل کر دیا۔

(۲۶) "تُبْصِرُ" کو "تریٰ" سے اور "تَنْسیٰ" کو "لَاتَریٰ" سے بدل دیا:

عرض: زید نے ایک شخص کو پوشیدگی میں گناہ کرتے دیکھا اب یہ اس کے پیچھے اقتداء کر سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: کر سکتا ہے اپنے کو دیکھے اگر اس نے کبھی گناہ نہ کیا ہو تو نہ پڑھے حدیث میں ہے "تری القذاة فی عین اخیك ولا تری الجذع فی عینیك"

(ہاں فاسق معلن کے پیچھے نماز پڑھنا گناہ ہے)

(ملفوظات اعلٰی حضرت حصہ سوم صفحہ ۳۰۱نوری کتب خانہ لاہور)

اصل حدیث کو الفاظ:

جبکہ اس حدیث کے الفاظ اس طرح وارد ہیں:

''تبصر القذاۃ فی عین اخیك و تنسی الجذع فی عینك''

(المقاصد الحسنہ حرف التاء المثناۃ حدیث ۳۱۴ ص ۱۵۸ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حدیث کے نقل میں غلطیاں:

(۱)احمد رضا نے پہلے جملے ''تبصرہ''کو ''تری'' سے بدل دیا۔

(۲) اور آگے لفظ''لا تریٰ''کو لفظ''تنسیٰ'' سے تبدیل کر دیا۔

(۲۷) حدیث میں کمی اور تبدیلی کی ایک اور غلطی:

حدیث میں ارشاد ہوا:

''اذا ظهرت الفتن او قال البدع ولم یظهر العالم علمه فعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین لا یقبل الله منه صرفاً ولا عدلاً''

ترجمہ احمد رضا: جب فتنے یا بد مذھبیاں ظاہر ہوں اور عالم اپنا علم ظاہر نہ کرے تو اس پہ اللہ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت اللہ نہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل۔

(ملفوظات اعلٰی حضرت حصہ چہارم صفحہ ۳۰۶نوری کتب خانہ لاہور)

حدیث کے اصل الفاظ:

حالانکہ اس حدیث کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

''اذاظهرت الفتن او قال البدع فلیظهر العالم علمه ومن لم یفعل ذلك فعلیه لعنة الله والملئکة والناس اجمعین لا یقبل الله صرفاً ولا عدلاً''۔

(الجامع لاخلاق الراوی وآداب ص ۳۰۸ باب اذا ظہرت الفتن حدیث ۱۳۶۶)

نقل حدیث میں غلطیاں:

(۱)اس حدیث میں جملہ "فلیظھر "(امر غائب)کو احمد رضا نے "ولم یظھر "(فعل مضارع نفی جحد بلم)سے تبدیل کر دیا۔

(۲) اور اگلے جملے "ومن لم یفعل ذالك"کو بالکل غائب کر دیا۔

(۳) اور ترجمہ بھی ان الفاظ کا کر دیا جو احمد رضا نے نقل کئے ہیں۔لھٰذا اس غلطی کو کسی اور کی جانب منسوب کرنا ایک حقیقت کا انکار کرنا ہوگا۔

(۲۸) الفاظِ حدیث میں تبدیلی اور حذف:

عرض :زمزم شریف بھی تین سانسوں میں پینا چاہئے۔

ارشاد:ہاں ہر چیز کا یہی حکم ہے حدیث میں ارشاد ہوا:

"مصوہ مصاً ولا تعبوہ عباً فان منہ الکباد"

ترجمہ احمد رضا:چوس چوس کر پیو غٹ غٹ کر کے بڑے بڑے گھونٹ نہ لگاؤ۔

(ملفوظات اعلٰی حضرت حصہ چہارم صفحہ۳۰۸نوری کتب خانہ لاہور)

حدیث کے اصل الفاظ:

اس حدیث کے اصل الفاظ اسطرح ہیں:

"فاشربوا مصاً ولا تشربوا عباً فان العب یورث الکباد"

(الجامع الصغیر حدیث ۱۰۷ ج ۱ ص ۴۹)

غلطیوں کی نشاندھی:

(۱) احمد رضا نے "فاشربوہ" کے لفظ کو "مصوہ" سے بدل دیا۔

(۲) اور "ولاتشربوا" کو "ولاتعبوہ" سے بدل دیا۔

(۳) "فان العبّ یورث الکباد" کو خان صاحب نے "فان منہ الکباد" سے تبدیل کردیا۔

(۲۹) لفظ بدلنے کی خصلت:

احمد رضا ایک حدیث یوں نقل کرتے ہیں:

حدیث میں ارشاد ہوا: "لیل تہامّۃ لا حرو لا بردو لا خوف ولا سأمۃ"

ترجمہ احمد رضا: مدینہ کی رات میں نہ گرمی ہے نہ سردی نہ خوف نہ ملال"۔

(ملفوظات اعلٰی حضرت حصہ چہارم صفحہ ۳۰۹ نوری کتب خانہ لاہور)

حدیث کے اصل الفاظ:

اس حدیث کے اصل الفاظ اس طرح ہیں:

"لیل تہامۃ لا حرو لا مخافۃ ولا سامۃ"

(مجمع الزوائد، کتاب النکاح، باب عشرہ النساء حدیث ۲۶۸۷ ج ۴ ص ۵۸۰)

غلطی کی نشاندھی:

اس حدیث میں لفظ "مخافۃ" کو "خوف" سے بدل دیا۔

(۳۰) حدیث کے نقل میں بے شمار غلطیاں

احمد رضا لکھتے ہیں:

جو اپنے نفس پر اعتماد کرے اس نے بڑے کذاب پر اعتماد کیا۔ حدیث میں ہے "القلوب فی اصبعی الرحمٰن یصرفھا کیف یشاء"

ترجمہ احمد رضا :انسان کے دل رحمٰن کے دست قدرت کی دو انگلیوں میں ہیں پھیرتا ہے ان کو جس طرف چاہتا ہے۔

(ملفوظات اعلٰی حضرت حصہ چہارم صفحہ۳۲۳نوری کتب خانہ لاہور)

حدیث کے اصل الفاظ:

جبکہ حدیث کے اصل الفاظ اس طرح ہیں :

"ان القلوب بین اصبعین من اصابع اللہ یقلبھا کیف یشاء"

(جامع الترمذی ،ابواب القدر، باب ماجاء ان القلوب بین اصبعی الرحمٰن، ج ۲ ص ۴۸۱)

حدیث کے نقل کرنے میں غلطیاں:

(۱)اس حدیث میں احمد رضا "اِنَّ"(حرف مشبہ بالفعل)کو حذف کردیا۔

(۲)لفظ "بین "کو "فی "سے بدل دیا۔

(۳)اور لفظ "اصبعین"کو "اصبعی"سے بدل دیا۔

(۴)اور "من اصابع اللہ"کو "اصبعی الرحمن"سے بدل دیا۔

(۵)اور "یقلبھا"کو "یصرفھا"سے تبدیل کر دیا۔

(۶)اور حدیث کا ترجمہ بھی اسی طرح کیا ہے جس طرح الفاظ نقل کئے ہیں۔لھذا اس غلطی کو ناشر یا مرتب کی طرف منسوب نہیں کر سکتے۔

(۳۱) حدیث کے الفاظ اپنی طرف سے بنادیئے

عرض :حضور گیند کھیلنا کیسا ہے۔

ارشاد: عبث ہے اگرچہ صاحب ھدایہ نے ہر عبث کو حرام لکھا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ عبث باطل ہے۔ حدیث میں ہے:

"کل لھو المؤمن باطل الا فی ثلاث"

ترجمہ احمد رضا: مسلمان کا ہر لھو باطل ہے مگر تین باتوں میں اول گھوڑا پھیرنا، دوسرا تیر اندازی، تیسرا اپنی عورت سے ملاعبت یہ ان تینوں میں داخل نہیں اسلئے باطل ہے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ چہارم، صفحہ ۳۳۸، نوری کتب خانہ لاہور)

حدیث کے اصل الفاظ:

حالانکہ اس حدیث کے الفاظ ہیں:

"کل ما یلھو بہ الرجل المسلم باطل الا رمیۃ بقوس وتادیبہ فرسہ وملاعبتہ اھلہ فانھن من الحق"

(جامع الترمذی ص ۴۲۶ ج ۱، ابواب فضائل الجھاد، باب ماجاء فی فعل الرمی)

(۳۲) "کفرۃ الجنّ" کو "مرّدۃ الجن" سے بدل دیا:

احمد رضا خان لکھتے ہیں:

"میں نے بندر کو قیام کرتے دیکھا۔ میں اپنے پُرانے مکان میں جس میں میرے منجھلے بھائی مرحوم رہا کرتے تھے مجلس میلاد پڑھ رہا تھا ایک بندر سامنے دیوار پر چپکا مؤدب بیٹھا سن رہا تھا جب قیام کا وقت آیا مؤدب کھڑا ہوگیا پھر جب بیٹھے وہ بھی بیٹھ گیا۔ وہ بندر تھا وھابی نہ تھا۔ حدیث میں ہے۔

"مامن شئی الا ویعلم انی رسول اللہ الا مردۃ الجن والانس"

ترجمہ احمد رضا: کوئی شئے ایسی نہیں جو مجھے اللہ کا رسول نہ جانتی ہو سوائے سرکش جن اور آدمیوں کے"۔

(ملفوظات اعلٰی حضرت حصہ چہارم ،صفحہ۳۸۰،نوری کتب خانہ لاہور)

جبکہ اس حدیث کے اصل الفاظ اس طرح ہیں :

"مامن شئی الا یعلم انی رسول اللہ الا کفرۃ الجنّ والانسِ"

(المعجم الکبیر حدیث نمبر۶۷۲ ج ۲۲ ص ۲۶۲)

غلطیوں کی نشاندھی:

(۱) اس حدیث میں لفظ "کفرۃ"کو "مَرَدّۃ" سے بدل دیا۔

(۲) اور ترجمہ بھی انھیں لفظوں کا کیا جو احمد رضا نے نقل کئے ہیں۔

(۳۳) حدیث کا پورا جملہ بدل دیا

"سید عالم ﷺ فرماتے ہیں: جو بلا اجرت سات برس محض اللہ کی رضا کیلئے اذان دے ۔"وجبت لہ الجنۃ"

ترجمہ احمد رضا :اسکے لئے جنت واجب ہوگئی"۔

(ملفوظات اعلٰی حضرت حصہ چہارم صفحہ ۳۶۲نوری کتب خانہ لاہور)

حدیث کے اصل الفاظ:

"من اذن محتسبا سبع سنین کتب لہ براءۃ من النار"

(سنن ابن ماجہ ،کتاب الاذان ،باب فضل الاذان، حدیث نمبر۷۲۷ ،ج ۱ ،ص ۴۰۲ قدیمی کتب خانہ)

غلطیوں کی نشاندھی:

(۱)احمد رضا نے "کتب لہ براءاۃ من النار"کو "وجبت لہ الجنۃ" سے تبدیل کر دیا۔

(۲)اور ترجمہ اسی جملے کا کیا ہے جس کو احمد رضا نے نقل کیا ہے۔

(۳۴) حدیث میں لفظ"وادرك نبوّتی"کا اضافہ

عرض :یہ حدیث ہے:

"لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین ما وسعھا الا اتباعی"

ارشاد:یہ قادیانی ملعونوں کا حدیث پر افتراء اور زیادت ہے حدیث میں اتنا ہے۔

"لو کان موسیٰ حیّاً وادرك نبوتی ما وسعه الا اتباعی"

ترجمہ احمد رضا:اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو انھیں کچھ گنجائش نہ ہوتی سوائے میری اطاعت کے۔"

افتراء بھی کیا اور کال نہ کٹا۔الخ

(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ چہارم، صفحہ ۳۶۳،نوری کتب خانہ لاہور)

حدیث کے اصل الفاظ:

دراصل اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

"لو کان موسیٰ حیاً ما وسعه الا اتباعی"

(شعب الایمان للبیھقی ،باب فی الایمان بالقرآن، حدیث نمبر ۱۷۷ ،ج ۱ ،ص ۲۰۰)

غلطیوں کی نشاندھی:

(۱)اس حدیث میں احمد رضا نے "وادرك نبوتی"کا اضافہ کردیا۔

(۲)اور ترجمہ بھی اس اضافی جملے کا لکھ دیا جبکہ یہ اصل حدیث میں موجود نہیں ہے۔

(۳۵) الفاظ حدیث میں مختلف تبدیلیاں

احمد رضا خان نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کا واقعہ یوں نقل کیا ہے:

"جب آپ کو گو پھن میں بٹھا کر پھینکا۔آپ آگ کی محاذات پر آئے جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے عرض کی :الك حاجة؟ابراھیم کوئی حاجت ہے۔فرمایا :امامنك فلا،ہے تو مگر تم سے نہیں ،عرض کی تو جس سے ہے اسی سے کہئے۔فرمایا:علمه بحالی کفانی عن سوالی۔وہ خود جانتا ہے عرض کی ضرورت نہیں۔"

(ملفوظات اعلٰی حضرت، حصہ چہارم، صفحہ ۳۸۲،نوری کتب خانہ لاہور)

اصل واقعہ کے الفاظ:

اس واقعہ کے اصل الفاظ اسطرح ہیں:

"ان ابراهیم حین قیدوه لیلقوه فی النار قال لا اله الا انت سبحانك رب العالمین لك الحمد ولك الملك لا شریك لك قال ثمه رموابه فی المنجنیق من مضرب شاسع فاستقبله جبریل فقال:یا ابراهیم الك حاجة؛ قال اما الیك فلا ،فقال جبریل فاسأل ربك فقال حسبی من سؤالی علمه بحالی"

(فی تفسیر ابن کثیر ،ص۲۴۵ ج ،۳ قدیمی کتب خانہ، قرطبی الانبیاء تحت الآیۃ ۶۹ ص ۲۶۵ ج ۱۱ مکتبہ رشید کوئٹہ)

غلطیوں کی نشاندھی:

"حضرت ابراھیم علیہ السلام نے حضرت جبریلؑ کو یہ جواب دیا "اما الیك فلا"ان کے الفاظ کو احمد رضا نے "امامنك فلا"لکھا ہے۔"

اور جملہ "علمه بحالی کفانی عن سوالی"کو احمد رضا نے "حسبی من سؤالی علمه بحالی"کے الفاظ سے نقل کیا۔(یہ جملہ ابن کثیر میں نہیں ہے)

(۳۶) حدیث کی خود ساختہ ترتیب

حدیث میں ہے ایک شخص نے دربار اقدس میں ڈکار لی۔فرمایا:

''کف عنا حشیائك فان الموال الناس جوعاً یوم القیٰمة شبعاً فی الدنیا''

ترجمہ احمد رضا:ہم سے اپنی ڈکار دور رکھ کہ دنیا میں جو زیادہ مدت تک پیٹ بھرے تھے وہ قیامت کے دن زیادہ مدت تک بھوکے رہیں گے۔

(ملفوظات اعلٰی حضرت حصہ دوم، صفحہ۲۱۹،نوری کتب خانہ لاہور)

اصل حدیث کے الفاظ:

اصل حدیث ان الفاظ کے ساتھ نہیں ہے بلک اصل حدیث میں مختلف الفاظ وارد ہیں:

(۱)''لاتفعل یا ابا جحیفة ان اطول الناس جوعاً یوم القیامة اطولهم شبعاً فی الدنیا''۔

(کنز العمال ص ۸۷ ج ۳ ادارہ تالیف اشرفیہ ملتان حدیث ۶۲۱۶)

(۲)حدیث ۶۲۱۷ کے الفاظ اس طرح ہیں:

''اکفف من جشائك فان اکثر الناس فی الدنیا شبعاً اکثر هم فی الآخرة جوعاً''۔(عن ابی جحیفہ)

(۳) حدیث ۶۲۱۸ کے الفاظ یوں ہیں :

''یا ابا جحیفه اقصر من جشائك فان الموال الناس جوعاً یوم القیامة اکثرهم شبعاً فی الدنیا۔''

(۴)حدیث ۶۲۱۹ کے الفاظ اس طرح مذکور ہیں:

''یاهذا اکفف من جشائك فان اکثر الناس فی الدنیا شبعاً اکثر هم الآخرة جوعاً''

(کنز العمال ،کتاب الاخلاق قسم الاقوال ص ۸۷ ج ۳ ادارہ تالیفات اشرفیہ)

''انا امة امیةً لانکتب ولا نحسب اشهر هٰکذا وهکذا وهکذا فان غم علیکم فعدوا ثلثین''

ترجمہ احمد رضا: ہم امت امیۃ ہیں نہ لکھتے ہیں نہ حساب کرتے ہیں۔ مہینہ ۲۹ کا ہے یا ۳۰ کا تو اگر تمہیں شبہ پڑجائے تو ۳۰ کی گنتی پوری کرلو۔

حدیث میں غلطیاں:

اس جگہ احمد رضا خان نے دو حدیثوں کو جمع کر دیا ہے۔

کسی ایک حدیث میں یہ جملے نہیں ہیں۔

(۱) "انا اُمّۃ امیّۃً" سے "وَھٰکذا" تک ایک حدیث کے الفاظ ہیں۔

(ابوداؤ ص ۳۳۷ ج ۱ کتاب الصیام، باب الشھریکون تحا وعشرین حدیث ۲۳۱۹)

حدیث کے دوسرے جملے (فان غم علیکم فعدواثلثین) کے الفاظ کسی حدیث کی کتاب میں وارد نہیں ہیں۔

حدیث میں مختلف الفاظ آئے ہیں لیکن احمد رضا کے نقل کردہ الفاظ خود ساختہ ہیں۔

(۱)"فان غم علیکم فاتموا ثلاثین۔"

(نسائی کتاب الصوم، باب اکمال شعبان ص ۳۰۱ ج ۱)

(۲) "فان غم علیکم الشھر فعدوا ثلاثین۔"

(مشکوٰۃ ۱۷۴ ج ۱)

اس جگہ تو احمد رضا نے دو حدیثوں کوخواہ مخواہ جمع کر دیا

(۲) اور دوسری غلطی یہ کی کہ حدیث کے الفاظ احمد رضا نے خود ساختہ نقل کر دیئے۔

<u>(۳۷)حدیث میں اپنی طرف سے "فاخبروہ" کا اضافی کر دیا</u>

عرض: داڑھی چڑھانا کیسا ہے؟

ارشاد:حدیث میں ہے:من عقد لحیۃ فاخبروہ ان محمد ﷺ منہ برئی۔

ترجمہ:جو شخص داڑھی باندھے اسے خبر دیدو کی محمد ﷺ اس سے بیزار ہیں''۔

(ملفوظات صفحہ ۲۱۲ حصہ دوم نوری کتب خانی لاہور)

احمد رضا خان سے یہی سوال و جوابات حصہ سوئم میں بھی مذکور ہے۔وہاں احمد رضاخان نےاس طرح جواب دیاہے:

ارشاد:نسائی شریف میں ہے :''من عقد لحیۃ فاخبروہ ان محمد ﷺ برئی منہ۔''الخ

(ملفوظات صفحہ ۲۶۱ حصہ سوئم نوری کتب خانی لاہور)

حدیث کے اصل الفاظ:

جبکہ نسائی شریف میں یہ روایت ان لفظوں کے ساتھ منقول ہے :

''من عقد لحیۃ ان محمد ﷺ منہ برئی۔''

(نسائی شریف کتاب الزینتہ باب عقد الحیتہ ص۱۳۶ ج۸ دارالکتب العلمیہ بیروت)

غلطیاں:

(۱)حصہ دوئم و سوئم کے دونوں حوالوں میں احمد رضا نے حدیث میں فاخبرہ کے الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔

(۲)اور ترجمہ میں بھی یہ اضافت موجود ہے۔

(۳)اور حصہ سوئم میں ''منہ برئی''کو'' برئی منہ'' سے تبدیل کر دیا۔

(۳۸)تبدیلی اور اضافہ کا ایک اور نمونہ

احمد رضا سود سے متعلق روایت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

دوسری صحیح حدیث میں ہے۔رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

"الربوٰ ثلاثۃ وسبعون جوباً ایسرھنّ ان یقع الرجل علی امّہ"

سود۷۳ گناہ کے برابر ہے۔جن میں سب سے ہلکا یہ کہ آدمی اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے"۔

(ملفوظات صفحہ ۲۱۲ و۲۱۳ حصہ دوم نوری کتب خانہ لاہور)

حدیث کے اصل الفاظ:

حلانکہ حدیث کے اصل الفاظ اس طرح ہیں:

"الربوٰ ثلاثۃ وسبعون باًباً ایسرھا ان ینکح الرجل امّہ۔"

(عن ابن مسعود)

(کنزالعمال کتاب البیوع قسم القول حدیث ص ۹۷۵ج۴دار الکتب العلمیہ بیروت۔ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

غلطیوں کی نشاندہی:

(۱)اس روایت میں احمد رضا نے"باًباً" کے لفظ کو"جوباً" سے

(۲)"ایسرھا" کو "ایسرھنّ' سے

(۳)اور"ینکح" کو "یقع" سے تبدیل کر دیا۔

(۴)اور آخر میں علیٰ کے لفظ کا اضافہ بھی کر دیا۔

(۵)اور ترجمہ بھی اپنی نقل کردہ حدیث کا کیا۔احمد رضا کے نقل کردہ الفاظ حدیث کنزالعمال کے کسی جلد کے کسی صفحے پر نہیں ہیں۔

(۳۹)لفظ کلھما کا اضافہ

"صحیح حدیث فرمایا:

الراشی والمرتشی کلھما فی النار

ترجمہ:رشوت لینے والا اور دینے والا دنوں جہنمی ہیں''۔

(ملفوظات صفحہ ۵۶ حصہ اول سن اشاعت ۲۰۰۰نوری کتب خانہ لاہور)

اصل الفاظ یوں ہیں:

''الراشی والمرتشی فی النار''

ترجمہ:رشوت لینے والا اور دینے والا دنوں جہنمی ہیں۔

(مجمع الزوئد کتاب الاحکام باب فی الرشاء حدیث۷۰۲۷ ج۴ ص۳۵۹ دارالفکر بیروت)

(۴۰)غلط حدیث لکھنے کا ایک اور ثبوت

''شب معراج حضور اقدس ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ کوئی ژخص رب عزوجل کے حضور بلند آواز میں ہم کلام کر رہا ہے۔ارشاد فرمایا :اے جبریل یہ کون شخص ہیں۔عرض کی موسیٰ ہیں۔فرمایا:کیا اپنے رب پر تیزی کرتے ہیں۔عرض کیا :قدعرف ربہ حدتہ انکا رب جانتا ہے انکا مزاج تیز ہے''۔

(ملفوظات صفحہ۹ ۲۲ حصہ سوئم نوری کتب خانہ لاہور)

حدیث کے اصل الفاظ:

جبکہ اصل الفاظ یہ ہیں:

''ان اللہ قدعرف لہ حدتہ''

(عمدۃ القاری کتاب مناقب الانصار باب المعراج ج۱۱ ص۶۰۵)

غلطیاں:

اس حدیث میں احمد رضا نے لفظ ان اللہ کو بالکل حذف کر دیا اور اس کی جگہ لفظ ربہ کا اضافہ کر دیا۔اور لفظ لہ کو بھی گیارھویں کا حلوہ سمجھ کر کھا گئے۔

(۴۱)حدیث کے الفاظ میں تبدیلی اور کمی

عرض :حضور یہ صحیح ہے کہ عالم کی زیارت کا ثواب ہے۔

ارشاد:ہاں صحیح حدیث میں وارد ہوا :"النظر الیٰ وجہ العالم عبادۃ النظر الی الکعبہ عبادۃ النظر الیٰ المصحف عبادۃ"

ترجمہ:عالم کے چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے ،کعبہ معظمہ کو دیکھنا عبادت ہے،قرآن عظیم کو دیکھنا عبادت ہے"۔

(ملفوظات صفحہ۲۹۳ حصہ سوئم نوری کتب خانہ لاہور)

حدیث کے اصل الفاظ

"من العبادۃ النظر الیٰ الکعبہ والنظر الیٰ المصحف والنظر الیٰ وجہ العالم۔"

(کنزالعمال کتاب المواعظ جلد۱۵ ص۳۷۱ حدیث۴۳۴۸۶)

حدیث نقل کرنے میں غلطیاں

۱)اس حدیث میں احمد رضا نے لفظ من العبادۃ کو ختم کر دیا۔

۲)اور لفظ عبادۃ کو جملے کے بعد زیادہ کر دیا۔

۳)اور النظر الیٰ وجہ العالم جو اصل حدیث میں سب سے آخر میں تھا سب سے پہلے ذکر کر دیا۔

۴)النظر الیٰ المصحف کا لفظ جو حدیث کے درمیان میں تھا اسے بالکل آخر میں کر دیا۔

۵)اور اسی طرح لفظ النظر الیٰ الکعبہ کے بالکل شروع میں جسے احمد رضا نے درمیان میں کر دیا۔

۶)اور ترجمہ بھی اسی ترتیب پر کیا جس ترتیب پر الفاظ حدیث نقل کئے ہیں۔

(۴۲)ایک جھوٹی حدیث کے غلط الفاظ

''مؤلف : اعلیحضرت قبلہ کی حدت مزاج کا تذکرہ تھا۔ایک صاحب نے ذکر کیا ایک تو مزاج گرم اس پر علم کی گرمی اس پر ارشاد فرمایا: حدیث میں ہے'' ان الحدۃ تعتری قراء امتی لعزۃ القرآن فی اجوافھم قراء محاورۃ '' حدیث میں علماء کو کہتے ہیں۔یعنی میری امت کے علماء کو گرمی پیش آئے گی۔قرآن کی عزت کے سبب جوان کے دلوں میں ہے''۔

(ملفوظات صفحہ ۳۳۱ حصہ چہارم نوری کتب خانہ)

جملے کے الفاظ

'' ان الحدۃ تعتری قراء امتی لعزۃ القرآن فی اجوافھم قراء محاورۃ''۔

(المعجم الکبیر للطبرانی حرف الحاء حدیث ۱۱۴۷۱ ج ۱۱ ص ۱۰۰)

اس جگہ احمد رضا نے جہاں ایک جھوٹی حدیث سے استدلال کیا دوسری طرف اس کے الفاظ بھی غلط نقل کئے ہیں۔اس حدیث کی سند میں ابو البختری وھب بن وھب ہے جو کذاب (جھوٹا) اور وضاع (جھوٹی حدیثیں گھڑنے والا) ہے۔

علامہ ذہبی فرماتے ہیں:''ھذہ احادیث مکذوبتہ علیٰ رسول اللہ ﷺ''

(میزان الاعتدال ص ۳۵۴ ج ۴)

یہ وہ حدیث ہیں جو آپ ﷺ پر جھوٹ باندھی گئی ہیں آپ نے نہیں کہی۔

(مطالعہ بریلویت ج ۲ ص ۸۹)

شعروادب

اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِکْمَةً

بلا شبہ کتنی ہی شاعری حکمت و دانائی سے لبریز ہوتی ہے۔ (صحیح بخاری، جلد سوم: حدیث نمبر ۱۰۹۸)

جو ہوا سو ہوا۔۔۔

ندا فاضلی

اٹھ کے کپڑے بدل گھر سے باہر نکل جو ہوا سو ہوا

رات کے بعد دن آج کے بعد کل جو ہوا سو ہوا

جب تلک سانس ہے بھوک ہے پیاس ہے یہ ہی اتہاس ہے

رکھ کے کاندھے پہ ہل کھیت کی اور چل جو ہوا سو ہوا

جو مرا کیوں مرا؟ جو لٹا کیوں لُٹا؟ جو جلا کیوں جلا؟

مدتوں سے ہیں گم ان سوالوں کے حل جو ہوا سو ہوا

خون سے تر بتر کر کے ہر رہ گزر تھک چکے جانور

لکڑیوں کی طرح پھر سے چولہے میں جل جو ہوا سو ہوا

مندروں میں بھجن مسجدوں میں اذاں آدمی ہے کہاں؟

آدمی کے لیے ایک تازہ غزل جو ہوا سو ہوا

جہدِ بوتراب بنو!

فاروق درویش

جہانِ شب ہے دھواں صبحِ انقلاب بنو
جلا دو تختِ بتاں دستِ احتساب بنو

لہو کے دیپ جلاؤ کے شب طویل ہوئی
محل سے روشنی چھینو سحر کی تاب بنو

تڑپ رہے ہو جزیرہ نما تنوروں میں
ہوا کے دوش پہ اڑتے ہوئے سحاب بنو

اگر ہو لیلیٰ تو صحرا میں چھوڑ دو محمل
بنو جو قیس تو پھر عشق کی کتاب بنو

عتابِ زرد میں خاموش خود کشی ہوگی
سکوتِ مرگ میں نعرۂ اضطراب بنو

جو ظلمتوں کے بیاباں سے ڈر گئے درویشؔ
انہیں کہو کہ اٹھو! جہدِ بو تراب بنو

تصوف وسلوک

أَنۡ تَعۡبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنۡ لَمۡ تَكُنۡ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ

(احسان کی حقیقت یہ ہے) کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اگر یہ مرتبہ حاصل نہ ہو تو (تو کم از کم) اتنا یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے۔ (صحیح مسلم، جلد اول: حدیث نمبر ۹۶)

ہم زندگی کیسے گذاریں؟

✍مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ہمیں اسلام عطا فرمایا

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مسلمان پیدا کیا، مسلمان گھروں میں پیدا کیا اور ایمان نصیب فرمایا اور شریف گھرانوں میں ہم نے آنکھیں کھولیں اور پھر اللہ تعالیٰ کا اور زیادہ فضل ہے کہ دین دار گھرانوں میں ہماری پرورش ہوئی اور پھر یہ احسان عظیم فرمایا کہ مردوں سے اللہ تعالیٰ نے تبلیغی کام شروع کرایا اور اس کی برکت گھروں تک پہنچی او راب تو اللہ کے فضل وکرم سے گھروں میں ہماری مائیں اور بہنیں تبلیغی کام کرنے لگی ہیں ۔ اس کی برکت سے ہم اچھا برا سمجھنے لگے، حرام وحلال، نیک وبد، جائز وناجائز، اللہ کس چیز سے راضی یا ناراض ہوتا ہے، اس کی کچھ سوجھ بوجھ ہونے لگی اور اس کی پوچھ گچھ بھی شروع ہوئی کہ زندگی کی کون سی چیزیں اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہیں اور کون کون سی چیزیں ایسی ہیں جو اللہ کو ناپسند ہیں، معاشرت کیسی ہونی چاہیے؟ گھروں میں رہنا سہنا کیسا ہونا چاہیے؟ لباس اور کپڑے کس طرح کے ہونے چاہئیں کہ شریعت کے مطابق ہوں اور کون سے شریعت کے خلاف ہیں؟ ان باتوں کا اب گھروں میں تذکرہ ہونے لگا ہے۔

مغربی تہذیب کا اصول " کھاؤ پیو، مست رہو"

آپ سب اس ملک میں ہیں، یہاں بہت دنوں سے یا سیکڑوں برس سے خدا کا خوف، شرم وحیا، لحاظ اور تہذیب نہیں رہی، یہاں صرف ایک ہی کام رہا کھاؤ پیو اور مست رہو، چناں چہ انگریزوں میں کہاوت ہے ''کھاؤ، پیو، مست رہو، مگن رہو'' یہ مگن رہنا ان کے یہاں زندگی کا اصول ہے، جس میں آدمی مگن رہے اور مست رہے موت کبھی بھول کر بھی یاد نہ آئے کہ ہمیں مرنا ہے، ہمیں خدا کے سامنے جانا ہے،

یہاں جو مزے اڑائے ہیں، گلچھرے اڑائے ہیں ان کا جواب دینا ہے، یہاں جو موج اڑائی ہے اس کا پائی پائی کاحساب دینا ہے۔

یہاں زندگی کااصول یہ ہے کہ آدمی موت کوبھولا رہے، آخرت کوبھولا رہے، اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑے رہے اور صرف عمدہ سے عمدہ کھانا، اچھی سے اچھی صحت بنانا، جوانی کامزہ اڑانا اور دولت کے مزے اڑانا یاد رکھے، یہ یہاں کی زندگی کااصول بن گیا ہے۔

لیکن خدا کے فضل وکرم سے ہمارا جس مذہب سے تعلق ہے اور جس ملک سے تعلق ہے اور جن لوگوں سے تعلق ہے، ان کی زندگی کااصول یہ نہیں ہے۔ ان کوتو یہ بتایاگیا ہے کہ دنیاتو کافر کی جنت اور مسلمانوں کاجیل خانہ ہے، جیل خانہ میں آدمی موج نہیں اڑاتا، جیل خانہ میں آدمی آزاد نہیں ہوتا کہ گھومنے پر آیاتو گھومتا چلا گیا، جو دل میں بات آئی، جو من میں چاہت ہوئی بس وہ کر گزرا، کوئی روک ٹوک نہیں، کوئی پابندی نہیں، جیل خانہ میں گھومنے پھرنے کی جگہ بھی نپی تلی ۔ کھانے کاحساب بھی نپاتلا، کھانے کوجی کچھ چاہتا ہے مل کچھ رہا ہے، پسند کچھ ہے اورکِھلایا کچھ جارہا ہے، کبھی پہننے کوجی چاہا، کبھی سیر کاجی چاہا، ہوا خوری کاجی چاہا، مگر یہ تو چہار دیواری ہے، یہ تو جیل کی کوٹھری ہے اور کافر کے لیے کیا ہے؟ بس ایک بہت بڑا پارک، ایک بہت بڑاباغ، ایک بہت بڑا چمن، چاہے لوٹے پوٹے، چاہے گھومے، چاہے ننگا پھرے، چاہے چھکے، چاہے بیل کی طرح چلے، کھائے پیۓ، کوئی بولنے والا نہیں، کوئی پوچھنے والا نہیں، تو '' دنیا کافر کی جنت اور مومن کاجیل خانہ ہے ۔''

دنیامیں اس طرح رہوجیسے کہ تم پردیس میں ہو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' کن فی الدنیا کأنك غریب او عابر سبیل۔''

(دنیامیں اس طرح رہوجیسا کہ تم پردیس میں ہویا کہ راستہ چلتے مسافر۔)

جو مسافر ہوتا ہے اس کاجی نہیں لگتا، وہ کسی جگہ اپنا گھر نہیں بناتا، کسی اسٹیشن پرٹھہر نہیں جاتا، دیکھتا سب کچھ ہے، گزرتا سب جگہ سے ہے، لیکن اپنے وطن کونہیں بھولتا اور نہ اپنی منزل کوبھولتا ہے، کہاں سے چلے تھے اور کہاں جانا ہے اور جہاں جانا ہے وہاں سے کام کرکے فوراً آنا ہے، جیسے چڑیاں دن بھر اڑتی رہتی ہیں، جیسے کبوتر اور میناہوں، جو دن بھر اڑتی رہتی ہیں اور دن بھر جگہ جگہ سے دانہ چگتی جاتی ہیں، لیکن اپنے آشیانہ، اپنے گھونسلہ کوبھولتی نہیں کہ کہیں اور پہنچ جائیں، شام ہوئی تو سیدھے اپنے گھر واپس آتی ہیں، کسی شاخ پر وہی تنکوں اور پتیوں کابنا ہوا گھونسلہ، دن بھر چاہے کسی امیر کے محل پر جاکر، کسی اونچی

سے اونچی کوٹھی پر جاکر اپنا چارہ تلاش کرے، شام ہوئی تو اپنا گھر یاد آیا، بال بچے یاد آئے، اڑکر وہیں پہنچیں، یہی مؤمن کاحال ہے کہ دنیامیں سارا دن گھومتا پھرتا رہے، کام کاج کرے، دکان پر بیٹھے، دس دس گھنٹے یوٹی دے، لیکن اس کو اصلی بستی نہیں بھولتی، اس کو قبر کا کونا نہیں بھولتا، وہاں سیکڑوں ہزاروں برس سونا ہے، اس کو آخرت نہیں بھولتی، بس شام ہوئی، یعنی جیسے ہی دنیا کا کام ختم ہوا، اپنے اصلی وطن کی راہ لی۔

مسلمان کو اپنا اصلی وطن نہیں بھولنا چاہیے

مسلمان کی زندگی ایسی ہی ہونی چاہیے، ہمارے لیے ہندوستان، فرانس، جرمنی اور بڑے سے بڑے ملک امریکا، کینیڈا سب برابر ہیں، ہم کہیں بھی ہوں اپنا وطن نہیں بھولنا چاہیے، چاہے وہ محل ہو یا جھونپڑا، لیکن دل ہمارا خدا کے پاس رہنا چاہیے، ہمارا جسم کہیں بھی ہو، ہم کو اصل جگہ کبھی نہیں بھولنی چاہیے، جہاں ہم کو مدتوں رہنا ہے، وہ قبر کا کونا ہے، جہاں اندھیرا ہے، قبرستان جو جنگل میں ہے، شہر کی آبادی سے دور، جہاں نہ شہر کے بچوں کی آواز پہنچ سکتی ہے، نہ بڑوں کی، وہاں تو آدمی ہے اور اس کا عمل، جو نمازیں ٹوٹی پھوٹی پڑھیں، جو کلمہ پڑھا، درود شریف پڑھا، وہ وہاں کام دے گا، اسی سے وہاں دل لگے گا، وہی وہاں کا تکیہ، وہی وہاں کا بچھونا، وہی وہاں کی روشنی، وہی وہاں کا چراغ، وہاں کی گنجائش اور وسعت، ورنہ وہ کونا جہاں آدمی کروٹ بھی نہ لے سکے، وہاں جو کچھ کام آئے گا، وہ نور ایمان کام آئے گا، اللہ کا نام کام آئے گا، زندگی میں اللہ کے ساتھ جو تعلق پیدا کیا ہے وہ کام آئے گا، نماز میں اگر یہاں دل لگا ہے تو وہاں بھی دل خوش ہوگا، اگر کلمہ، نماز اور ایمان کی باتوں میں دل نہیں لگا ہے اور طبیعت ہمیشہ اچاٹ رہی اور وہی کپڑوں میں، زیور میں، کھانے پینے میں، کوٹھی میں، موٹر میں اگر وہ پھنسا رہا تو وہاں وحشت ہوگی، وہاں ان میں سے کوئی چیز موجودہ نہ ہوگی، یہ چیزیں تو کیا ہوں گی، باپ مدد کرنے کے لیے، ماں بھی دلاسہ دینے کے لیے، بیٹی بھی خدمت کرنے کے لیے، بیٹے بھی سلوک کرنے کے لیے وہاں موجود نہ ہوں گے، وہاں وہی ایک نام اللہ کا، اللہ کا نام کام آئے گا اور ایمان کا نور کام آئے گا، نماز روزہ کا نور کام آئے گا، قرآن کی روشنی کام آئے گی اور جو اللہ کا ذکر کیا بس وہی کام آئے گا۔

حدیث میں ہے کہ "قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوگی یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔" وہاں جو کام آنے والی چیزیں ہیں، وہ خود کچھ نہیں، یہیں کے اچھے عمل باغ بن جائیں گے، انہی اچھے اعمال سے جنت کی ہوائیں آئیں گی، حدیث میں آتا ہے کہ قبر کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے، وہاں ان

کو پہلے سے جنت کی ہواؤں کے جھونکے آنے لگتے ہیں، خوشبوئیں آنے لگتی ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی ہمارا ٹھکانا ہے اور حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ مرنے کے وقت اور مرنے کے بعد اس کا ٹھکانا اس کودکھا یاجائے گا کہ تمھارا ٹھکانہ جہنم ہے یاجنت اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ اگر کسی کے اچھے عمل ہیں، ایمان سلامت لے کر گیا ہے تو اس سے کہاجاتا ہے''نَم کنومۃ العروس'' ''سوجا جیسے دلہن سوتی ہے''۔

قبر کی فکر ہی اصل فکر ہے

اس گھر کی فکر کرنی چاہیے اور جو چیزیں وہاں کام آنے والی ہیں، ان کی فکر کرنی چاہیے، یہاں کے سامان کاحال یہ ہے کہ بچپن کاسامان جوانی میں کام نہیں آتا، جوانی کاسامان بڑھاپے میں کام نہیں آتا، بچپن میں جو کپڑے تھے جوانی میں پہنے نہیں جاتے او رجوانی میں جو کپڑے ہیں وہ بڑھاپے میں پہننا مناسب نہیں، یہ تو جوانی کے شوق تھے، بڑھاپے کا کپڑااور ہوتا ہے اور اب تو دو مہینے کے کپڑے اس زمانہ میں کام نہیں آتے، یہاں یورپ پر ایسی مصیبت آئی ہے اور اس کی بدولت ساری دنیا پر، یہاں مہینے دو مہینے میں فیشن بدلتے ہیں، پہلے فیشن کے مطابق جو کپڑے بنالیے، اب جب فیشن بدل گیاتو بالکل پرانے اور دقیانوسی معلوم ہونے لگتے ہیں اور ان کو پہن کر شادیوں میں جانا معیوب سمجھاجاتا ہے، ایسی بے مروت، آنکھ چرانے والی او رمنھ موڑنے والی اور جلدی سے جلدی بدل جانے والی تہذیب! اس پراگر دل لگائے تو اس سے زیادہ بےعقل کون ہوگا؟!

حضرت ابراہیم علیہ السلام کاواقعہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب ستارہ دیکھاتو کہا کہ یہ تو بڑا چمک دار ہے، کچھ عجب نہیں کہ دنیا کا پیدا کرنے والا ہو ۔ اب جو ستارہ غروب ہوا اور ڈوب گیاتو انہوں نے کہا کہ یہ تو کچھ نہیں، اس کا کوئی بھروسہ نہیں ۔ پھر چاند دیکھاتو کہاسبحان اللہ، چاند کا کیا کہنا، کیسی روشنی، ساری دنیاروشن، ساری دنیامیں چاندنی پھیلی ہوئی ہے، انہوں نے کہا، شاید یہی خالق ہو۔ پھر وہ غروب ہوا تو کہنے لگے یہ بھی کچھ نہیں، اس کابھی کچھ زور نہیں، اس کابھی بھروسہ نہیں۔ پھر جب سورج نکلا اور انہوں نے اس کی چمک دیکھی اور دن ہوا تو کہنے لگے واہ واہ، اس سے بڑھ کر تو کوئی روشن نہیں، ستارہ بھی اس کے سامنے ماند اور چاند بھی اس کے سامنے شرمندہ، بس یہ سورج ہی سورج ہے، پھر جب سورج بھی ڈوبنے لگا، تو کہنے لگے، '' لا اُحب الآفلین''

میں ایسے منھ چھپانے والوں اور ایسے بے مروتوں اور ایسے آنکھ بند کرنے والوں سے اپنا دل نہیں لگا سکتا، جس کے ساتھ دل لگایاجائے وہ ''حی قیوم'' ہمیشہ رہنے والی ذات ہو، ہمیشہ ساتھ دینے والی ذات ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کادیا ہوا سبق یاد رکھنا چاہیے

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے، جو ہمارے آپ کے مورث اور پیغمبر ہیں اور سب سے آخر میں آنے والے پیغمبر کے دادا بھی ہیں، انہوں نے یہ سبق دیا کہ جو بے مروت ہو، جو آنکھیں پھیرنے والا ہو، اس سے دل نہیں لگاناچاہیے، جوانی بھی ایسی ہی دولت ہے اور طاقت، زندگی یہ سب منھ چھپانے والے، بچھڑ جانے والے اور بے وفا اور بے مروت، طوطا چشم، ان سے دل لگائے تو اس سے بڑھ کر کوئی حماقت نہیں، اگر کسی نے یہ سمجھا کہ جوانی میں جوانی کے کام کرنے چاہئیں او رکچھ لحاظ نہ کرنا چاہیے، تو جب بڑھاپاآئے گا اور یہ رنگ روپ، یہ شکل وصورت باقی نہیں رہے گی، اس وقت معلوم ہوگا کہ ہم نے اس بے وفا جوانی کی وجہ سے اس رحمان ورحیم خداکی نافرمانی کی، خدا کی رحمت کبھی ساتھ نہیں چھوڑتی، وہ ہمیشہ کام آتی ہے، وہ اندھیرے میں، اجالے میں، امیری میں، غریبی میں، جوانی وبڑھاپے میں، وطن وپردیس میں ہر جگہ اور ہمیشہ ساتھ دینے والی ہے ''اللّٰہ معکم'' اللہ تمھارے ساتھ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم تین ہوتے ہوتو، چوتھاخدا ہوتا ہے، چار ہوتے ہوتو پانچواں خدا ہوتا ہے، تھوڑے ہوتے ہو یابہت ہوتے ہو، بازار میں ہوتے ہو یاگھر میں ہوتے ہو ہم ساتھ ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے، ہر ایک کودیکھنے والا ہے، ہر ایک کی مدد کرنے والا ہے ۔﴿واذا سألك عبادی عنی فانی قریب﴾جب میرے بندے میرے متعلق پوچھتے ہیں کہ خدا کہاں ہے؟ تو کہ دو کہ میں قریب ہوں۔ وہ ہر پکارنے والے کی پکار سنتا ہے، تو ایسے خدا، ایسے مالک ومہربان، ایسے شفیق ورحیم، ایسے کریم، ناصر ومعین، ایسے مدد کرنے والے، ایسے رحم کھانے والے، ایسے سہارا دینے والے خدا کاساتھ دیاجائے، یابے وفا جوانی کا، بے وفا حسن وجمال کا، یابے وفا ساتھیوں اور بے وفا رفیقوں کا، یاباتیں بنانے والی سہیلیوں اور بہنوں کا، یاایسے فیشن کاجوصبح ہے تو شام کواس کا ٹھکانہ نہیں، شام ہے توصبح اس کا ٹھکانا نہیں، اس کاساتھ دے کر اللہ کی نافرمانی کرے، اس سے بڑھ کر کون سی حماقت اور بےعقلی ہوسکتی ہے؟ اس خدا کا کیوں ساتھ نہ دیں جو ہر وقت ہمارے ساتھ ہے، یہاں بھی کام آئے اور قبر میں بھی؟ اسی کی ہی دست گیری کام آئے گی اور حشر میں وہی ہے اور کوئی ہے ہی نہیں، اس خدا سے تعلق پیدا کرنا چاہیے، اس سے انس پیدا کرنا چاہیے، اس سے ایسی جان پہچان

پیدا کر لینی چاہیے، اس پر ایسا بھروسہ ہونا چاہیے، ایسا اس کے ساتھ تعلق ہونا چاہیے کہ آدمی کو ہر وقت ایک ڈھارس رہے، ہر وقت حوصلہ رہے، ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے، ہمارا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے، ہماری دولت کو کوئی اگر لے لے تو ہمارا ایمان تو کسی نے نہیں لیا۔ اگر ہماری جوانی ختم ہوگئی ایمان تو ختم نہیں ہوا، خدا کا ساتھ تو نہیں چھوٹا، اگر دولت نے منھ چھپالیا اور بے وفائی کی، اگر شوہر نے بھی بے وفائی کی تو کوئی رنج نہیں، ہمارا خدا تو ہمارے ساتھ ہے، اگر خدا ہمارے ساتھ ہے تو سب کچھ ہمارے ساتھ ہے۔

جس نے بادشاہ کو لیا اس کو سب ملا

ایک قصہ ہے کہ ایک بادشاہ نے بہت موج میں آکر رعیت سے کہا کہ آج جو جس چیز پر ہاتھ رکھ دے گا، وہ چیز اس کی ہوجائے گی، بس کیا پوچھنا، بن آئی لوگوں کی، وہاں جو امرا وزرا، غلام، باندیاں اور خواص موجود تھے، جس کو جو چیز پسند آئی، اس نے اس پر ہاتھ رکھ دیا، کسی نے بادشاہ کے تاج پر ہاتھ رکھا، کسی نے تخت پر ہاتھ رکھا، کسی نے فانوس پر، غرض کہ جو جس پر ہاتھ رکھتا گیا، وہ چیز اس کی ہوتی گئی، ایک غلام کھڑا ہوا تھا، اس نے کچھ نہ کہا، بت بنا کھڑا رہا، بادشاہ کی نظر جب اس پر پڑی تو اس نے کہا، کیا تم کو یقین نہیں آیا، دیکھتے نہیں کہ جس نے جس چیز پر ہاتھ رکھ دیا وہ اس کا مالک ہوگیا، اس نے جواب دیا کیا واقعی ایسی بات ہے، بادشاہ نے کہا کہ اللہ کے بندے کیا تو دیکھ نہیں رہا ہے، کیا قسم کھانے، تحریر لکھنے کی ضرورت ہے؟ اس نے کہا کہ یہ تو ہیں بے وقوف، مجھے اللہ نے عقل وسمجھ دی ہے، کسی نے تاج لیا، کسی نے تخت، کسی نے موتی لیا تو ہیرا نہیں ملا، کسی نے ہیرا لیا تو موتی نہیں ملا، کسی نے گھوڑا لیا تو پالکی سے محروم رہا، پالکی لے لی تو گھوڑا نہیں آیا، یہ کہ کر اس نے بادشاہ پر ہاتھ رکھ دیا کہ میں نے تو اس کو لیا، جس نے بادشاد کو لیا، اس کو تخت بھی ملا، تاج بھی، گھوڑا بھی ملا، طاؤس بھی، گھر بھی ملا، گھر کا سامان بھی، اس کو عزت بھی ملی اور طاقت بھی۔

یہی ہماری مثال ہونی چاہیے، آج ایسے افراد ہر جانب ملیں گے جو فیشن پر جان دینے والے، کپڑوں، موٹروں کے شوقین، جوانی اور دولت پر فدا ہونے والے ہوں گے، لیکن مسلمان عورتوں کو تو صرف اللہ کا طالب ہونا چاہیے اللہ کی محبت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ اللہ کی نظر عنایت اس کی طرف ہوجائے، پھر سب کچھ اس کا ہے۔

بی بی مرغی پال لو

خاندان مجددی کے ایک بزرگ شاہ محمد یعقوب صاحب مجدد کہانیوں اور قصوں میں بڑی اونچی باتیں سمجھایا کرتے تھے، انہوں نے ایک قصہ سنایا۔

''بھوپال میں بیگمات کادور تھا، ایک بیگم بہت پریشان تھیں، ایک پیر صاحب کے پاس آئیں، کہنے لگیں، پیر صاحب! میں بہت پریشان ہوں، میرے شوہر مجھے پوچھتے نہیں، پہلے تو بہت خیال کرتے تھے، لیکن اب ان کادل مجھ سے بھر گیا ہے، مجھے سخت تکلیف ہے، اولاد بھی میرا خیال نہیں کرتی، شوہر کی نگاہ کیا پھری، ساری دنیا کی نگاہیں پھر گئیں، سرکار میرے لیے دعا کریں ۔ انہوں نے پوری رام کہانی سنی اور کہنے لگے، بی بی! مرغی پال لو، اب وہ بڑی پریشان، کہ پیر صاحب کو کیا ہوگیا؟ کل تک تو خوب سنتے تھے، اب اونچاسننے لگے ۔ ذرا زور سے پکار کر کہاحضرت صاحب میرے لیے دعا کیجیے میں بہت پریشان ہوں۔ پیر صاحب نے آہستہ سے کہابی بی! میں کہہ رہا ہوں مرغی پال لو۔ اب وہ پریشان کہ آج پیر صاحب کو کیا ہوگیا ہے، میں تو ان سے دعا کے لیے کہتی ہوں اور پیر صاحب مرغی پالنے کو کہتے ہیں؟ پھرعرض کیا کہ حضرت میں سمجھی نہیں، آپ ذرا اچھی طرح سمجھادیں، تو پیر صاحب نے فرمایابی بی صاحبہ! ایک قصہ ہے، قصہ سے بات خوب سمجھ میں آجائے گی، دو گھر قریب قریب تھے، ایک امیر گھر تھا، کھاتا پیتا اور ایک ذرا غریب گھر تھا، بیچ میں ایک دیوار تھی، اس دیوار میں ایک کھڑکی تھی، تو جب اس غریب گھرمیں کوئی مہمان آتا تو غریب گھر والی پڑوس کے گھر منھ ال کر کہتی کہ مہمان ناوقت آگئے ہیں، کچھ انتظام ممکن نہیں ہے، ایک ان ادے تو کام چل جائے۔ ایک بار ہوا، دو بار ہوا اور جب بار بار یہ واقعہ پیش آیاتو جل کر کہنے لگی کہ بی بی ہمسائی! ایک مرغی پال لو، قصہ ختم ہوجائے گا، فرصت ہوجائے گی۔ تو بیگم صاحبہ میں تم سے وہی کہتا ہوں کہ اللہ کے ساتھ تعلق قائم کر لو، اللہ سے دعا کرنا، مانگنا سیکھ لو، سب مشکلیں آسان ہوجائیں گی۔''

سب کاموں کی کنجی اللہ سے تعلق

وہی میں آپ سب سے کہتا ہوں، اللہ کو یاد کرنا، اللہ سے مانگنا، اللہ کوراضی رکھنا سیکھ لیجیے، سب کام بن جائیں گے، دنیا کی جتنی چیزیں ہیں، سب بے وفا، بے مروت، طوطا چشم ہیں، جوانی ہے صحت خراب، قصہ ختم۔ صحت ٹھیک تو کاروبار فیل تو سب بے کار، اگر خدا کومحبوب رکھے تو جوانی بھی ہے صحت بھی ہے اور سب کچھ ہے ۔

ساری مشکلوں، مصیبتوں کا علاج ایک اللہ کا تعلق پیدا کرنا ہے، وہی سب کچھ کرتا ہے، اللہ کی نیک بندیوں کے حالات پڑھو کہ انہوں نے کسی چیز میں دل نہیں لگایا، نہ جوانی میں، صحت میں، نہ طاقت اور حسن وجمال میں، انہوں نے صرف اللہ کے ساتھ تعلق پیدا کیا، اللہ کا نام لینا، راتوں کو اٹھنا، توبہ استغفار کرنا، درود شریف پڑھنا، تلاوت قرآن کرنا، اسلامی عقائد پر بچوں کی پرورش کرنا، توحید کے بیج ان کے دل میں بونا، گناہ کی نفرت پیدا کرنا، اللہ کا نام سکھانا، اسلامی آداب واخلاق کی تعلیم دینا یہ ان کے مشغلے رہے، نتیجہ یہ کہ گھر کا ماحول اسلامی، دل خوش، اللہ راضی تو سب راضی، اگر اللہ ناراض تو سب ناراض ہیں۔

﴿ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاوليٰ﴾۔ (سورہ احزاب رکوع: 4)

(اور جاہلیت قدیم کے مطابق اپنے کو دکھاتی مت پھرو۔)

تمھارا دل گھروں میں لگنا چاہیے، سینما گھروں میں نہیں، محفلوں اور بازاروں میں نہیں، تمھاری جگہ، تمھاری سلطنت تمھارا گھر ہے، غریب ہو یا امیر باہر نکلو گی تو تم وہ نہ رہو گی جو گھر میں ہو، گھر میں تمھارا حکم چلے گا، اولاد تمھاری خدمت کرے گی، گھر سکون واطمینان کی جگہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لیے جو پسند کیا وہی تم کو اپنے لیے پسند کرنا چاہیے، وہی ہمارے لیے نمونہ ہے، اسلام سے پہلے کا زمانہ جو جاہلیت کا زمانہ تھا اس کی طرح بناؤ سنگار نہ کرو، نماز پڑھو، زکواۃ دو، نماز کے لیے جگہ مقرر کرو، جگہ پاک وصاف ہو کہ وہاں تسبیح پڑھ سکو، دینی کتابوں کا مطالعہ کر سکو، اپنے بچوں کو دین کی باتیں سکھا سکو، جو وقت بچے اس میں شوہر کی خدمت کرو۔

حضرت مولانا الیاس صاحب ، مولانا یوسف اور شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہم کی ماؤں کے قصے پڑھیے، وہ کیسی عابدہ، زاہدہ تھیں، ان کی راتیں کیسے گزرتی تھیں، دن کیسے گزرتے تھے، نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسے فرزند عطا فرمائے، جن کے نور سے سارا عالم منور ہے۔

اب جو اولاد ماں کی گود میں پلتی ہیں، ظاہر ہے کہ وہ کیسی ہوں گی، جیسی گود ویسی اولاد، جب وہ زبان سے اللہ کا نام نہ لیں گی، تلاوت نہ کریں گی، تو کیا اثر ہوگا؟ ☆

☆☆☆

☆ ماخوذ از ماہنامہ الفاروق، کراچی، جلد ۲۵ شمارہ ۴

رزق کے لیے اسباب کا اختیار کرنا ضروری ہے

(قرآن و حدیث کی روشنی میں)

✍حافظ محمود احمد حفظہ اللہ (ممبئی، الہند)

قارئین کرام!

اللہ پاک نے دنیا کو دارالاسباب بنایا ہے اور حصول رزق کو اسباب کے دائرے میں رکھا ہے جیساکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا

"یعنی ہم نے دن کو معاش کے لیے بنایا۔"

(پارہ 30، سورہ نباء، آیت: 11)

"زمین" کے بارے میں ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ

"اور ہم نے تمہیں زمین میں جگہ دی اور اس میں تمھاری زندگی کا سامان بنا دیا تم بہت کم شکر کرتے ہو۔"

(پارہ 8، سورہ اعراف، آیت:10)

اور فرمایا:

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ...الآیۃ

"جب تم نماز ادا کر چکو تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے دیئے ہوئے فضل (روزی) کو تلاش کرو۔"

(پارہ 28، سورہ جمعہ، آیت:10)

دوسری جگہ فرمایا:

وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا...الآیۃ

"اور دنیا میں تمھارا جوحصہ ہے اسے نہ بھولو۔"

(پارہ20، سورہ قصص، آیت:77)

ایک جگہ اور ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولاً فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهِ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ

وہی تو ہے جس نے تمھارے لیے زمین کو نرم کر دیا سوتم اس کے راستوں میں چلو پھر اور اللہ کے رزق میں سے کھاؤ اور اسی کے پاس پھر کر جانا ہے۔"

(پارہ29، سورہ ملک، آیت:15)

ایک جگہ حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں تذکرہ کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۚ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۚ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ

اور بے شک ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے بزرگی دی تھی اے پہاڑو ان کی تسبیح کی آواز کا جواب دیا کرو اور پرندوں کو تابع کر دیا تھا، اور ہم نے ان کے لیے لوہا نرم کر دیا تھا کہ کشادہ زرہیں بناؤ اور اندازے سے کڑیاں جوڑو اور تم سب نیک کام کرو بے شک میں جو تم کرتے ہو خوب دیکھ رہا ہوں۔"

(سورہ سباء، آیت: 10، 11)

اور حدیث پاک میں

حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إن الله عزوجل ينزل الرزق على قدر المؤنة، وينزل الصبر على قدر البلاء".

"بے شک اللہ بزرگ وبرتر محنت و مشقت کے بقدر بندہ پر روزی کو نازل کرتے ہیں، اور صبر کو آزمائش کے اعتبار سے اتارتے ہیں۔"

(اتحاف الخیرہ: ج4، ص181)

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" فیعمل بیدیه فینفع نفسه ویتصدق"

یعنی اپنے ہاتھ سے کام کرے اور اس سے خود کو بھی فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔

حضرت زبیر بن عوامؓ سے مروی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لأن یأخذ أحدکم حبله فیأتی بحزمة الحطب علی ظهره فیبیعها فیکف الله بها وجهه، خیر له من أن یسأل الناس أعطوه أو منعوه.

"تم میں سے کوئی بھی اگر (ضرورت مند ہو تو) اپنی رسی لے کر آئے اور لکڑیوں کا گٹھا باندھ کر اپنی پیٹھ پر رکھ کر لائے۔اور اسے بیچے۔اس طرح اللہ تعالیٰ اس کی عزت کو محفوظ رکھ لے تو یہ اس سے اچھا ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرتا پھرے ' اسے وہ دیں یا نہ دیں۔"

(بخاری)

سنن ابن ماجہ میں ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُهُ فَقَالَ لَكَ فِي بَيْتِكَ شَيْءٌ قَالَ بَلَى حِلْسٌ نَلْبَسُ بَعْضَهُ وَنَبْسُطُ بَعْضَهُ وَقَدَحٌ نَشْرَبُ فِيهِ الْمَاءَ قَالَ ائْتِنِي بِهِمَا قَالَ فَأَتَاهُ بِهِمَا فَأَخَذَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَشْتَرِي هَذَيْنِ فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا آخُذُهُمَا بِدِرْهَمٍ قَالَ مَنْ يَزِيدُ عَلَى دِرْهَمٍ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا قَالَ رَجُلٌ أَنَا آخُذُهُمَا بِدِرْهَمَيْنِ فَأَعْطَاهُمَا إِيَّاهُ وَأَخَذَ الدِّرْهَمَيْنِ فَأَعْطَاهُمَا الْأَنْصَارِيَّ وَقَالَ اشْتَرِ بِأَحَدِهِمَا طَعَامًا فَانْبِذْهُ إِلَى أَهْلِكَ وَاشْتَرِ بِالْآخَرِ قَدُومًا فَأْتِنِي بِهِ فَفَعَلَ فَأَخَذَهُ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَدَّ فِيهِ عُودًا بِيَدِهِ وَقَالَ اذْهَبْ فَاحْتَطِبْ وَلَا أَرَاكَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا فَجَعَلَ يَحْتَطِبُ وَيَبِيعُ فَجَاءَ وَقَدْ أَصَابَ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ فَقَالَ اشْتَرِ بِبَعْضِهَا طَعَامًا وَبِبَعْضِهَا ثَوْبًا ثُمَّ قَالَ هَذَا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَجِيءَ وَالْمَسْأَلَةُ نُكْتَةٌ فِي وَجْهِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَصْلُحُ إِلَّا لِذِي فَقْرٍ مُدْقِعٍ أَوْ لِذِي غُرْمٍ مُفْظِعٍ أَوْ دَمٍ مُوجِعٍ

"حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری مرد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا۔آپ نے فرمایا تمھارے گھر میں کچھ ہے؟ عرض کیا ایک ٹاٹ ہے۔کچھ بچھالیتے ہیں اور کچھ اوڑھ لیتے ہیں اور پانی پینے کا پیالہ ہے۔فرمایا دونوں لے آؤ۔وہ دونوں چیزیں لے کر آئے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں چیزیں اپنے ہاتھوں میں لیں اور فرمایا یہ دو چیزیں کون خریدے گا؟ ایک مرد نے عرض کیا کہ میں دونوں چیزیں ایک درہم میں لیتا ہوں آپ نے دو تین مرتبہ فرمایا کہ ایک درہم سے زائد کون لے گا؟ ایک مرد نے عرض کیا میں دو درہم میں لیتا ہوں تو آپ نے دونوں درہم انصاری کو دیئے اور فرمایا ایک درہم سے کھانا خرید کر گھر دو اور دوسرے سے کلہاڑا خرید کر میرے پاس لے آؤ اس نے ایسا ہی کیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلہاڑا لیا اور اپنے دست مبارک سے اس میں دستہ ٹھونکا اور فرمایا جاؤ لکڑیاں اکٹھی کرو اور پندرہ یوم تک میں تمہیں نہ دیکھوں وہ لکڑیاں چیرتا رہا اور بیچتا رہا پھر وہ حاضر ہوا تو اس کے پاس دس درہم تھے۔فرمایا کچھ کا کھانا خرید لو اور کچھ سے کپڑا۔پھر فرمایا کہ خود کمانا تمھارے لئے بہتر ہے بنسبت اس کے کہ تم قیامت کے روز ایسی حالت میں حاضر ہو کہ مانگنے کا داغ تمھارے چہرہ پر ہو مانگنا درست نہیں سوائے اس کے جو انتہائی محتاج ہو یا سخت مقروض ہو یا خون میں گرفتار ہو جو ستائے۔"

ایک دوسری حدیث میں حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما أكل أحد طعاما قط خيرا من أن يأكل من عمل يده

"کسی انسان نے اس شخص سے بہتر روزی نہیں کھائی ، جو خود اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتا ہے۔"

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے:

قيل: يارسول الله، أي الكسب أطيب؟ قال: عمل الرجل بيده وكل بيع مبرور

"یعنی پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ)! کونسی کمائی زیادہ پاکیزہ ہے؟ فرمایا:

"آدمی اپنے ہاتھ سے کمائے اور ہر نیکی والی تجارت کرے۔"

(مسند احمد)

ایک حدیث میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا سَبَّبَ اللَّهُ لِأَحَدِكُمْ رِزْقًا مِنْ وَجْهٍ فَلَا يَدَعْهُ حَتَّى يَتَغَيَّرَ لَهُ أَوْ يَتَنَكَّرَ لَهُ

بلاشبہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جب اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کی روزی کا کوئی ذریعہ بنادیں تو اسے نہ چھوڑے یہاں تک کہ وہ بدل جائے یا بگڑ جائے۔"

(ابن ماجہ)

ایک دوسری حدیث میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ وَإِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ

"یعنی پاکیزہ ترین چیز جو تم کھاؤ وہ تمھاری اپنی کمائی ہے اور تمھاری اولاد (کی کمائی) بھی تمھاری کمائی ہے۔"

(ابن ماجہ)

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لا يقعد احدكم عن طلب الرزق ويقول اللهم ارزقني.

"تم میں سے کوئی رزق کی طلب سے نہ بیٹھے اور کہتا رہے اے اللہ مجھے روزی دے۔"

(اتحاف السادة المتقین بشرح احیاء علوم الدین: ج5، ص417)

معلوم ہوا کہ اسباب اختیار کرنے کا حکم خود اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے دیا ہے، لہذا اسباب اختیار کرنا چاہیے۔

اسباب کو حضرات انبیاء علیہم السلام نے بھی اختیار کیا ہے۔چنانچہ مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كَانَ زَكَرِيَّاءُ نَجَّارًا

"حضرت زکریاعلیہ السلام بڑھئی (کارپینٹرCarpenter) کا کام کرتے تھے۔"

اور بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أن داود-عليه السلام-كان لا يأكل إلا من عمل يده.

"حضرت داؤد علیہ السلام نہیں کھاتے تھے مگر اپنے ہاتھ کی کمائی سے"

بخاری شریف کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وإن نبي الله داود-عليه السلام-كان يأكل من عمل يده.

"حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کام کرکے کھایا کرتے تھے۔"

عَنْ عُلَيِّ بْنِ رَبَاحٍ قَالَ سَمِعْتُ عُتْبَةَ بْنَ النُّدَّرِ يَقُولُ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ طس حَتَّى إِذَا بَلَغَ قِصَّةَ مُوسَى قَالَ إِنَّ مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آجَرَ نَفْسَهُ ثَمَانِيَ سِنِينَ أَوْ عَشْرًا عَلَى عِفَّةِ فَرْجِهِ وَطَعَامِ بَطْنِهِ

"حضرت عتبہ بن ندر فرماتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپ نے (سورت ق) کی تلاوت شروع فرمائی جب حضرت موسیٰؑ کے قصہ پر پہنچے تو فرمایا: حضرت موسیٰؑ نے آٹھ یا دس سال اپنے آپ کو مزدوری میں رکھا اپنی شرم گاہ کی حفاظت پر اور اپنے پیٹ کے کھانے پر"

(سنن ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رویت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما بعث الله نبيا إلا رعى الغنم ". فقال أصحابه وأنت فقال " نعم كنت أرعاها على قراريط لأهل مكة".

"اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چَرائی ہوں۔صحابہؓ نے پوچھا کیا آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں؟ فرمایا کہ ہاں ! کبھی میں بھی مکہ والوں کی بکریاں چند قیراط کی تنخواہ پر چَرایا کرتا تھا۔"

(بخاری)

حضرات صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، اکابرین فقہاءؒ ومحدثینؒ اور اولیاء کرامؒ سے بھی مختلف قسم کے پیشے سے زندگی گزارنا ثابت ہے، لہذا اسباب رزق کو اختیار کرنا ضروری ہے، اس کو ترک کرکے وسعت رزق کی خاطر محض تقدیر پر بھروسہ کرلینا (کہ قسمت میں ہوگا تو ملے گا ورنہ نہیں) یا صرف دعا اور وضیفوں میں لگ جانا اور اسی پر اکتفاء کرلینا نہ صرف قانون اور ضابطہ کے خلاف ہے بلکہ یہ جہالت ہے۔

لیکن یہاں یہ بات بھی ذہن نشیں کر لینا ضروری ہے کہ اسباب ہی کو سب کچھ سمجھ لینا بھی درست نہیں ہے اور نہ ہی اس پر اعتماد کرنا صحیح ہے اس لئے کہ اعتماد و بھروسہ ذات خداوندی پر ہونا چاہیے، کیونکہ وہی مسبب الاسباب ہے، اور اسباب کے اندر تاثیر پیدا کرنا اور اسباب کے استعمال سے صحیح نتائج برآمد کرنا اللہ رب العامین ہی کا کام ہے؛ جیساکہ ذیل کی آیتوں سے معلوم ہوتا ہے:

أَفَرَأَيْتُم مَّا تُمْنُونَ

أَأَنتُمْ تَخْلُقُونَهُ أَمْ نَحْنُ الْخَالِقُونَ

"بھلا دیکھو (تو) (منی) جو تم ٹپکاتے ہو۔"

"کیا تم اسے پیدا کرتے ہو یا ہم ہی پیدا کرنے والے ہیں۔"

(پارہ 27، سورہ واقعہ، آیت:58، 59)

نیز فرمایا:

أَفَرَأَيْتُم مَّا تَحْرُثُونَ

أَأَنتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ

"بھلا دیکھو جو کچھ تم بوتے ہو"

"کیا تم اسے اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں۔"

(الواقعہ، آیت:63، 64)

معلوم ہوا کہ اسباب ہی پر توکل و بھروسہ کر لینا صحیح نہیں، بلکہ صحیح راہ یہ ہے کہ انسان اسباب کو اختیار کرتے ہوئے مسبب الاسباب رب العلمین پر توکل و بھروسہ رکھے۔

اللہ پاک صحیح سمجھ کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

از قلم: خاکپائے اکابر اہلسنت و جماعت علمائے دیوبند
حافظ محمود احمد عرف عبدالباری محمود

ہم بھول بھی چکے

✍ عاقب انجم عثمانی حفظہ اللہ (جموں، الہند)

گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی

ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

اس شعر سے اپنی تحریر کی ابتداء کرنا ایک عجیب بات ہے۔ کچھ دن قبل کشمیر کے ایک انگریزی اخبار پہ ایک عجب تحریر دیکھی۔ عنوان تھا ''ہمیں اپنی میراث بھلا دینی چاہیے کیونکہ غیروں نے ہم سے یہ چھین لی ہے''۔ من میں خیال آئے، دل میں سوال آئے کہ باری تعالی یہ کیسا بندہ ہے، کہہ رہا ہے کہ ہمیں اپنی میراث بھلا دینی چاہیے؟ کئی روز اسی کشمکش میں گزرے کہ اس عنوان سے کچھ لکھوں، خیالوں میں عنوانات بھی آئے، ہم کیسے بھول جائیں؟

دل بضد رہاتوآخرکار اس شعر کو اپنی تحریر کے عنوان کا مرکز بنایا

جس دور پہ نازاں تھی دنیا اب ہم وہ زمانہ بھول گئے

دنیا کی کہانی یاد رہی اور اپنا فسانہ بھول گئے

آپ حضرات کے دل ودماغ میں بھی اس طرح کی باتیں گھوم رہی ہونگی، پر ظاہر کیسے کریں؟ اللہ کو بھلایا ہوا، پیغمبر و اصحابِ پیغمبر کی تعلیمات سے دور، دورِ حاضر کا مسلمان کلہاڑی لئے ہماری بات کا انتظار کررہا ہے، کہ کب یہ سوئی قوم کو جگانے کی کوشش کرے اور میں اسے کچل دوں!

جی میرے بھائیو! وہ عظیم میراث جسکی وجہ سے ہم کل تک رہبر و رہنما تھے، ہم بھول چکے ہیں اور اسی بھول نے ہمیں Follower☆ بنادیا۔

☆ مقتدی، پیروی کرنے والا

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

کون نہیں جانتاعظیم محدث و فقیہ علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو؟ انہیں تو انگریز بھی چلتی ہوئی لائبریری کہتے تھے! میرا کشمیری بھائی، میری کشمیری بہن اپنے اس عظیم المرتبت بزرگ کو کیوں نہیں جانتے؟

کون فاتحِ قسطنطنیہ محمد الفاتح کو نہیں جانتا؟ انہوں نے جس طرح قسطنیہ کو فتح کیا تھا، دنیا حیران رہ گئی تھی، انگریزوں نے تو اسے معجزوں کا معجزہ کہہ دیا، لیکن میرے یارانِ سخن کیوں نہیں جانتے اسے؟

کہتے ہیں، جس وقت کوئی انسان اپنے ماضی کو بھلا بیٹھتا ہے تو اس پر مصیبتوں کا آنا لازم ہوجاتا ہے۔ کوئی پوچھے کیسے؟

ماں باپ اپنی اولاد کو کس طرح پالتے ہیں، اسے پڑھاتے ہیں، ایک تہذیب یافتہ اور باشعور انسان بناتے ہیں۔ لیکن جب یہی اولاد اپنے اس سنہرے ماضی کو بھول جاتی ہے، ماں باپ کا دامن تو چھوٹ گیا، رب کریم بھی ایسی اولاد سے رخ پھیر لیتا ہے --- اس سے بڑھ کر اور بڑی مصیبت کیا ہوگی؟

ہم نے اپنے اس سنہرے ماضی کو بھلا دیا، اسلاف کی اس میراث کو ہم نے خود غیروں کے حوالے کیا، وہ چھین کر نہیں لے گئے۔ اندلس کی چابیاں ہمیں میں سے ابوعبداللہ نے عیسائیوں کو دی تھی اور ہم نعرے لگا رہے ہیں کہ ہم پہ ظلم ہورہا ہے---! میاں! ہم تو اسی کے لائق ہیں۔ ہندوسندھ کی چابیاں انگریزوں کو کس نے دی؟ کس نے تحریک بالاکوٹ کو مردہ کردیا؟ کون ہے جس نے ۱۸۵۷ میں دلی کے دروازے کھول دیے؟ اس وقت بھی کون دشمنوں کی ہائے ہائے کررہا ہے؟

میرے اپنے لوگ Helping Nature☆ کے ذیل انگریزوں کی مثالیں دیتے ہیں، کیا دنیائے فانی نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم جیسا محسن کوئی دیکھا ہے؟

دل نہیں جانتا میں کیا لکھ رہا ہوں! بس کوشش ہے کہ اپنی ملت کی کھوئی زباں بن سکوں۔ اپنی قوم کی آواز بن سکوں۔

☆ دوسروں کی مدد کرنے والا رویہ

کیوں ہم اسلاف سے بیزار ہوگئے؟ کیا انہوں نے ہمارے لئے Property نہ کمائی تھی؟ کیا وہ ہمیں یاد نہ کرتے تھے؟

میرے بھائیوں، وہ تو حاکم تھے، کیوں کر نہ اپنی اولاد کے لئے سپنے دیکھتے؟ ہم ہی وہ ہیں، جنہوں نے میدانِ جنگ میں بھی ابو عبد اللہ بن کر ،عیسائیوں کا ساتھ دے کر، اپنے ابا جان کو شہید کروایا۔ہماری ہی ہماری غلطیاں ہیں!

پھر بھی ہمارے نعرے، جرمنی و ہند و پاک و امریکہ، اللہ و رسول اللہ کی گستاخی کررہے ہیں، فوراً ایکشن لیا جائے!!

واہ واہ! کبھی خود کو آئینے میں دیکھا بھی ہم نے؟ ہم روزانہ کتنے فرائض و واجبات و سنن کو پامال کرتے ہیں؟

میرے یارو! ڈرنے کی بات نہیں، ایک پل بعد ہمارا تابناک مستقبل ہمارا انتظار کررہا ہے اور ہمیں یوں صدا دے رہا ہے۔

غائب ہوجاؤگے افسانوں میں کھو جاؤگے، اپنے مرکز سے اگر دور نکل جاؤگے

اپنی مٹی پہ تو چلنے کا سلیقہ سیکھو، سنگِ مرمر پہ چلو گے تو پھسل جاؤگے

دے رہے ہیں تمہیں جو لوگ رفاقت کا فریب، ان کی تاریخ پڑھوگے تو دہل جاؤگے

تیز قدموں سے چلو اور تصادم سے بچو، بھیڑ میں سست چلوگے تو کچل جاؤگے

اپنے پرچم کا کہیں رنگ بھلا مت دینا، سرخ شعلوں کہ چلوگے تو جل جاؤگے

تم ہو اک زندہ اجالے کی طرح، تم کوئی شام کا سورج ہو کہ ڈھل جاؤگے☆

تابناک مستقبل ہمارے بدلاؤ کا انتظار کررہا ہے کہ کب ہم اللہ تعالی کے ہوجائیں۔

”صبغتہ اللہ“

☆ آخری شعر بحر سے خارج ہے۔ ہوسکتا ہے ناقل سے اشعار نقل کرنے میں چوک ہوئی ہو۔(مدیر)

ان اشعار پہ اپنے الفاظ کو مکمل کرتا ہوں؛

سکھایا تھا تم ہی نے قوم کو یہ شور و شر سارا
جو اس کی انتہاء وہ ہیں تو اس کہ ابتداء تم ہو
نہ وہ بدلا نہ تم بدلے، نہ یارانِ سخن بدلے
میں کیسے اعتبارِ انقلاب آسماں کرلوں؟

☆☆☆

قانونی آگاہی

اسمِ مجلہ	سربکف
سنِ آغاز	۲۰۱۵(جولائی)
حالیہ شمارہ	نومبر، دسمبر ۲۰۱۶
مدتِ اشاعت	دوماہی(Two Monthly)
مدیر	شکیبؔ احمد ولد محمد مختار
اوسط تعداد	لاتعداد
زمرہ	اسلامی

خبرنامہ

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ یَّخْشٰى ﴿۲۶﴾

بلاشبہ اس میں نصیحت کا سامان ہے، ان کے لیے جو (اللہ سے) ڈرتے ہیں۔ (سورہ ۷۹، النازعات: ۲۶)

✍ ایجنسیاں

معروف برطانوی باکسر ٹائسن فری نے اسلام قبول کرلیا

لندن، ۱۵ نومبر (ایجنسیاں/ماہنامہ اللہ کی پکار): معروف برطانوی باکسر ٹائسن فری نے اسلام قبول کر لیا اور اپنا نام تبدیل کر کے ”ریاض ٹائسن محمد“ رکھ لیا۔ معروف برطانوی باکسر ٹائسن فری ہیوی ویٹ مقابلوں میں ناقابلِ شکست رہے ہیں اور اب تک ۲۵ مقابلوں میں مخالفین کو دھول چٹا چکے ہیں جس میں سے ۱۸ بار حریف کو ناک آؤٹ کیا ہے۔

ٹائسن گزشتہ سال ورلڈ باکسنگ کے ہیوی ویٹ عالمی چیمپئن بنے لیکن اب مذہبی طور پر سخت گیر عیسائی کھلاڑی کا دل اسلام کے نور سے منور ہو گیا ہے۔ غیر ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق ٹائسن فری کے قبولِ اسلام کی خبریں کئی ماہ سے گردش کر رہی تھیں لیکن گزشتہ دنوں باکسر نے سماجی رابطے کی ویب سائٹ ٹوئٹر پر اپنا نام تبدیل کر کے ”ریاض ٹائسن محمد“ لکھ کر ان خبروں کی تصدیق کر دی ہے۔ جس کے بعد دنیا بھر سے معروف کھلاڑی کو قبولِ اسلام پر مبارک باد کا سلسلہ جاری ہے۔

سوشل میڈیا پر ان کے ”رِنگ“ سے قبل دعا کرانے والی ویڈیو بھی تیزی سے وائرل ہو رہی ہے۔

☆☆☆

جنید جمشید اب ہم میں نہیں رہے

(بی بی سی/ڈان نیوز) مشہور پاپ سنگر سے اسلامی مبلغ میں تبدیل ہونے والے جنید اختر جمشید اب ہم میں نہیں رہے۔

فلائٹ پی۔کے۔٦٦١ جو چترال سے اسلام آباد کے لیے روانہ ہوئی تھی، اسلام آباد سے ۷۰ کلومیٹر (۴۳ میل) کی دوری پر حویلیاں کے علاقے میں کریش ہوگئی۔

رپورٹ کے مطابق بتایا جاتا ہے کہ جہاز میں ۴۲ مسافر، ۵ کریو ممبران اور ایک گراؤنڈ انجینئر موجود تھے۔ جنید جمشید اپنی بیوی کے ساتھ جہاز پر موجود تھے۔ جنید کے تقریباً آدھا ملین ٹوئٹر کے فالوورز نے اپنے ہردلعزیز گلوکار کو خراجِ عقیدت پیش کیا جن کا ۱۹۸۷ کا ہٹ ”دل دل پاکستان“ پاکستان کا ”Unofficial National Anthem“ بتایا جاتا ہے۔

ستمبر ۱۱ کے سانحے کے بعد جنید میوزک سے دور ہوتے چلے گئے تھے اور تبلیغی جماعت سے وابستہ ہوگئے تھے، جو کہ عالمی سطح پر ایک تحریک ہے جو مسلمانوں کو اسلامی طرزِ زندگی پر ابھارتی ہے۔ تبلیغی جماعت سے وابستگی کے بعد ان کی پہچان ایک مشہور مبلغ اور داعی کے طور پر سامنے آئی۔

اگلے شمارے سے

ردِّ فرقِ ضالہ

کا زمرہ ہٹا دیا جائے گا۔ مزید معلومات کے لیے اس شمارے کا اداریہ ”جانور پسند“ پڑھیے۔